سلسلۂ تذکیر وتنبیہ (۱)
پیام بیداری

سلسلۂ مطبوعات (۵)

روئے زمین پر کی جانے والی اللہ کی سب سے بڑی نافرمانی:

شرک

اور
اس کے اقسام؟!!

از کتاب: الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی

تالیف

شیخ الاسلام الإمام ابن قیم الجوزیة ت ۸۵۳ھ

اقتباس

ابو محمد اشرف بن عبدالمقصود

ترجمہ

محمد العمری ابو عبداللہ

جمعیت علم وثقافت، بنجارہ ہلز، حیدرآباد، دکن

مرکز کے دیگر مطبوعات بزبان اردو و تلگو

① آبرو کی حفاظت

ترجمہ "حراسة الفضيلة" — للعلامة الدکتور بکر بن عبداللہ أبوزید رحمہ اللہ

② آپ کے بچے کا نام کیا ہوگا؟

"تسمية المولود" — للعلامة الدکتور بکر بن عبداللہ أبوزید رحمہ اللہ

③ نماز جنازہ کے مختصر احکام — د. صالح الفوزان سلمہ اللہ

④ روئے زمین پر...... شرک اور اس کے اقسام

ترجمہ: الجواب الکافی" — شیخ الاسلام الامام ابن قیم رحمہ اللہ

⑤ بدعات سے گریز کیجئے۔

ترجمہ "التحذیر من البدع" — الامام عبدالعزیز ابن باز رحمہ اللہ

⑥ حج وعمروزیارت: مسائل حج وعمرہ (بزبان تلگو)

للامام عبدالعزیز ابن باز رحمہ اللہ

⑦ موت کے بعد کا حساب (بزبان تلگو)

"الأصول التی یسأل" — الشیخ حمود اللاحم سلمہ اللہ

⑧ برائی کی روک تھام کب اور کیسے؟!!

"درجات تغيير المنكر" — للدکتور عبدالعزیز بن أحمد المسعود

⑨ علم حدیث کی اہمیت وماہیت — ڈاکٹر محمد العمری أبوعبداللہ

⑩ گلدستہ علوم ونصائح — ڈاکٹر محمد العمری أبوعبداللہ

⑪ لا أحد يشبه الله (بزبان تلگو) — ڈاکٹر محمد العمری أبوعبداللہ

سلسلہ تذکیر وتنبیہ (۱)
پیام بیداری

سلسلۂ مطبوعات (۵)

روئے زمین پر کی جانے والی اللہ کی سب سے بڑی نافرمانی:

شرک

اور

اس کے اقسام؟!!

از کتاب: الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافي

تألیف

شیخ الاسلام الإمام ابن قیم الجوزية ت ۷۵۱ھ

اقتباس

أبومحمد أشرف بن عبدالمقصود

ترجمہ

محمد العمری أبوعبداللہ

جمعیت علم وثقافت بنجارہ ہلز، حیدرآباد، دکن

اس کتاب کے جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: روئے زمین پر کی جانے والی اللہ کی سب سے بڑی نافرمانی شرک اور اس کے اقسام

ترجمہ: اقتباس از کتاب ''الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی''

مصنف: علامہ شیخ الاسلام امام ابن قیم الجوزیہ ۸۵۳ھ

مترجم کتاب: محمد العمری...

موضوع: حقیقت شرک معہ اقسام اور انکی ہولناکی اور انجام بد

ساس معلومات: قرآن کریم، حدیث شریف

طباعت: 2nd Edition September 2013 ۱۰۰۰ عدد

قیمت کتاب: Rs.50

ناشر: ملنے کا پتہ: جمعیت مرکز علم وثقافت، پوسٹ بکس نمبر 57 بنجارہ ہلز، حیدرآباد-34

طابع: Cosmic Printers , Lakkad koth Chatta Bazar HYD 500002

کمپیوٹر کتابت: محمد شمیم ، تنگل کنٹہ، حیدرآباد۔

فہرست کتاب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	عرض مترجم	
۲	مقدمہ صاحبِ اقتباس	
۳	آغاز کتاب	۵
۴	قدرت الٰہی اور ربوبیت، تدبر کائنات	۶ ـ ۷
۵	حقیقت توحید وشرک اور انسانی کردار	۸ ـ ۹
۶	قرب الٰہی کے وسائل	۱۰ ـ ۱۲
۷	شرک کی دو بڑی قسمیں	۱۳
۸	پہلی قسم کی تفصیل	۱۴ ـ ۱۶
۹	دوسری قسم کی تفصیل	۱۷
۱۰	عبادت الٰہی میں شرک	۲۰ ـ ۲۶
۱۱	اللہ کی بے نیازی	۲۳
۱۲	افعال واقوال اور نیتوں پر مبنی شرک کی تفصیل	۲۶ ـ ۳۰
۱۳	شرک الفاظ کی تفصیل	۳۱ ـ ۳۳
۱۴	ارادوں اور نیتوں والا شرک	۳۴
۱۵	شرک کی حقیقت	۳۵
۱۶	خصوصیات الٰہی	۳۶ ـ ۴۲
۱۷	کما حقہ لوگوں نے اللہ کی قدر نہیں کی	۴۳ ـ ۴۹
۱۸	اللہ کی شایان شان قدر نہیں کی گئی	۵۰ ـ ۶۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مترجم:

الحمد لله رب العالمين، والعاقبة للمتقين، والصلاة والسلام على رسوله الكريم، وآله وأصحابه واتباعه اجمعين، وبعد:

اعمال کا سرتاج ایمان اور توحید ہے، ایمان کا معمولی سا حصہ اور ادنی جزء بحکم خبر کامیابی کا ضامن ہے اس کے برعکس شرک اور اس کی معمولی سی چنگاری ایمان اور سارے اعمال صالحہ کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے جس کی صداقت دن کی روشنی سے زیادہ نمایاں ہے.

یہ بڑی زہریلی بوٹی ہے جس میں داخل ہوئی اس کو برباد کر کے رکھ دیا، بڑے اور موٹے اعمال کو شرک ناکارہ بنا کر رکھ دیتا ہے چنانچہ ارشاد گرامی ہے:

﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (الأنعام/۸۸)

اور اگر وہ سب حضرات (أنبیاء) بھی شرک کریں گے تو ان کے سارے اعمال اکارت ہو جائیں گے.

شرک سارے اعمال کا دشمن جاں اور مہلک بیماری ہے بغیر آہٹ اور آواز کے ہلاک کر دیتا ہے، مرتکب چاہے کیسی اونچی ہستی اور بلند پایہ شخصیت کیوں نہ ہو؟! چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے جس میں خطاب ہادی امم، شافع روز محشر، مبعوث الی الجن والانس، سید الأنبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ سے ہے: کہ اگر آپ سے بھی شرک کی حرکت سرزد ہوگی تو آپ کے سارے اعمال بے فائدہ ہو جائیں گے.

﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (الزمر/۶۵) اور البتہ آپ اور آپ سے پہلے (تمام نبیوں) کی جانب وحی کی گئی کہ اگر تم نے شرک کیا تو بلاشبہ تمہارے سارے اعمال ضائع اور باطل ہو جائیں گے اور یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو جاؤ گے!

اور پھر اللہ نے انھیں ہدایت دی ﴿بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ﴾ (الزمر/۶۶).

لہذا آپ اپنے پروردگار اور مالک حقیقی ہی کی عبادت واطاعت کیجیے اور اسطرح شکر گزار وحق شناس لوگوں کے دائرے میں ہو جایئے، لہذا اللہ ہی کے انعامات واحسانات کا شکر بجالانا اسی کی عبادت واطاعت میں سرشار رہنا انسانی فریضہ ہے.

میرے بھائیو اور بہنو! انسان کی خلقت کا مقصد ہی عبادت الٰہی ہے ﴿وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون﴾ اس حقیقت سے روگردانی اپنی تباہی وبربادی ہے اور سراسر ناانصافی ہے، اسی صداقت سے ایک مشفق اور پیارے باپ نے

اپنے پیارے بیٹے اور لخت جگر کو درد بھرے انداز سے روشناس کیا:

﴿يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (لقمان ۱۳)

اب بتلایئے باپ سے بڑھ کر بیٹے کا خیر خواہ، ناصح اور پند گو کون ہو سکتا ہے؟

الغرض سولہ آنے سچی بات ہے کہ انسان ایمان اور استقامت کی زندگی گذارے، زندگی کی ہر گھڑی اور ہر لمحہ شرک اور اس کے تمام اقسام بالخصوص شرک جلی اور اکبر اور شرک خفی اور اصغر سے خوب واقفیت اختیار کرے اور ان سے بچتا رہے، کوئی کسی کا کارساز نفع بخش نہیں ہے اور نہ روز محشر ہو سکتا ہے، وہاں نفسی نفسی کا عالم ہوگا اپنا ٹھکانا کسی کو معلوم نہیں کہ وہ دوسروں کے کچھ کام آئے، لہذا خواب غفلت سے بیدار ہونے اور ہوش کے ناخن لینے اور عمل صالح سے آراستہ ہونے میں انسانیت کی فلاح و بہبودی ہے، انسان سے غلطی نادانی، بھول چوک بھلے ہو جائے مگر شرک کا ارتکاب ہرگز نہ کرے، کسی بھی صورت میں اس گھناؤنے جرم کو اللہ نے نہ معاف کرنے کا بار بار اعلان کیا ہے۔

﴿إن الله لا يغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء﴾ (النساء ۴۸).

شرک کا دامن بڑا وسیع ہے اس کے بے شمار دروازے، اور ان گنت اقسام ہیں، ہر ایک سے واقفیت اور احتیاط سعادت فی الدارین کی ان شاء اللہ ضامن ہے۔

شرک اور اس کے اقسام سے آگاہ کرتے ہوئے محسن امت ہمدرد انسانیت شیخ الاسلام امام ابن قیم الجوزیۃ (ت ۷۵۱ھ) نے اپنی بیشمار فائدے والی مایہ ناز تصنیف: "الجواب الكافي لمن سأل عن الدواء الشافي" میں چند فصلیں زینت کتاب کی ہیں، اور ان کے خوشہ چین مصر کے ایک عالم جناب اشرف بن عبد المقصود نے ایک رسالہ مرتب کیا جس کا اردو ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ اس سے مجھے اور ہر انسان کو خوب فائدہ پہنچائے شرک سے سب کو محفوظ رکھے اور جنت کی سعادت سے مالا مال کرے،،،، آمین.

میرے بھائیو! چونکہ میں بھی انسان ہوں ہو سکتا ہے کہ اس عملی کاوش میں مجھ سے کوئی عیب یا خامی سرزد ہوگئی ہو تو اللہ سے معافی کی التجاء ہے اور آپ سے گذارش ہے کہ کسی بھی زبان وادب، ترجمہ و تفہیم کی غلطی سے آگاہ کر کے عند اللہ اجر و ثواب حاصل فرمائیں.

اگر میری یہ دینی کوشش مفید اور ثمر آور ہے تو یہ محض اللہ کا فضل و کرم ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو یہ میری تقصیر اور شیطانی مکر ہے، اس سے اللہ سب کو محفوظ رکھے،،،، آمین.

اللہ اس کتاب کی طباعت میں تعاون کرنے والوں اور اس کی آب و تاب چمک دمک بڑھانے والوں اور قارئین کو جزائے خیر عطا فرمائے ،اب میں آپ سب کا رشتہ اس کتاب سے جوڑتے ہوئے کہتا ہوں:

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين وآله وصحبه أجمعين ، آمين يا رب العالمين.

طالب مغفرت الٰہی

محمد العمری أبو عبد اللہ

29/3/1426 H

8/5/2005 D

بنجارہ ہلز۔ حیدر آباد (الہند)

مقدمہ

ان الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضلّ له ومن يضلل فلا هادى له أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله أما بعد:

سارے گناہوں میں سب سے گھناؤنی حرکت شرک ہے کیونکہ اللہ نے اس گناہ کو نہ بخشنے کا اعلان کیا ہے، اگر اس سے خالص توبہ نہ کی جائے ، البتہ اس کے علاوہ دیگر گناہ اللہ کی مرضی کے تحت ہیں وہ جس کو چاہے معاف کردے، اور جس کو چاہے عذاب میں مبتلا کرے، چنانچہ ارشاد گرامی ہے:(اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ)(نساء ۱۱۶) بیشک اللہ تعالی اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے علاوہ جسے چاہے بخش دیتا ہے۔

لہذا ہر مسلمان آدمی کو (اس گناہ عظیم) سے پوری طرح بچنا چاہیئے اور ہر بندے کو اس سے خوب گھبرانا چاہیئے ، کیونکہ وہ بہت ہی گھناؤنا اور بالکل ناروا ظلم ہے ،اور پھر رب العالمین کی توہین (Degradation ، اور اسکا حق خالص (Exibunive Right) کسی اور کو عطا کرنا ہے اور دوسرے کو اس کے برابر کردینا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالی کا قول ہے:

﴿ ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ﴾ (الأنعام - ۱)

ترجمہ: پھر کفر کے مرتکب (لوگ) اپنے پروردگار کے ساتھ دوسروں کو برابر کرتے ہیں۔

عقل منداور مدبر مسلمان کو شرک اور اس کے اقسام کو اچھی طرح جان لینا چاہئے تاکہ وہ ان سے بالکل گریز کرے اور ہر اس فعل سے بچتا چلا جائے جو شرک کے نزدیک کرے ، اس سلسلے میں حضرت حذیفة ابن الیمان رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا:(كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِ مَخَافَةَأَنْ يُدرِكَنِي)(۱)

سارے لوگ رسول اللہ ﷺ سے ہمیشہ بھلی باتیں دریافت کرتے تھے اور میں (ہمیشہ) آپ ﷺ سے شر (برائی) کے بارے میں پوچھا کرتا تھا اس ڈر سے کہ وہ مجھے اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

"عَرَفْتُ الشَّرَّ لَا لِلشَّرِ لكِن لِتَوَقِّيهِ"

ایسا نہیں کہ میں نے برائی محض برائی مان کر معلوم کی، البتہ اس سے بچنے کے لئے (معلوم کیا ہے)

"وَمَنْ لَايَعْرِفِ الخَيْرَ مِن الشر يَقَع فِيهِ"

اور جو کوئی یہ برائی سے بھلائی کی تمیز نہیں کرے گا، ہوسکتا ہے کہ وہ اس میں مبتلا ہوجائے۔

اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے یہ ضروری سمجھا کہ اس پہلو پر زور دوں (اور اپنی توجہ اس طرف مبذول کروں) کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:"من دلّ

(۱) امام بخاری، اور امام مسلم رحمہما اللہ نے اس کی روایت کی ہے

على خير فله مثلُ أجرِ فاعِلِه'' جس کسی شخص نے بھلائی کا کام (یا راستے کی طرف) کسی کی رہنمائی کی تو اس نیک کام کرنے والے کا اجر اس کو بھی ملے گا!

تو اب بھلا بتایئے کہ اس سے اچھی کوئی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ تمام لوگوں کو شرک اور اس کے انواع سے باخبر کیا جائے تاکہ اس دنیا میں عبادت صرف اللہ ہی کی کی جائے اور عبودیت (بندگی) میں اس کو یکتا مانا جائے۔

قارئین کرام! شرک اور اس کے انواع سے متعلق یہ اہم معلومات میں نے شیخ الاسلام حافظ ابن قیم (الجوزیۃ) کی شاہکار تصنیف (الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی)(۱) سے حاصل کی ہیں کیونکہ وہ بڑی مفید اور جامع ہیں، اور پھر میں نے انہیں مرتب کیا، اور ان میں وارد آیات واحادیث کی تخریج کی اور ان پر حسب ضرورت حاشیہ چڑھایا، اور انکے ہر پیراگراف کا مناسب عنوان باندھا۔

اللہ تبارک وتعالی سے امید وابستہ ہے کہ وہ ہم سب کو نفاق، شرک، اور برے اخلاق سے بچائے کیونکہ، وہی فریاد سننے اور مراد پوری کرنے والا ہے۔

بقلم

ابومحمد اشرف بن عبدالمقصود، مصر اسماعیلیہ بتاریخ ۲۱ رصفر ۱۴۱۳ھ

---

(۱) شفاء بخش دوا تلاش کرنے والے کا یہ تشفی بخش جواب ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

حضرت امام، علامہ، وارث انبیاء، نمونہ علماء، مجتہد، مفسر اور جامع فوائد ابو عبداللہ محمد ابن ابوبکر: ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے اپنی (مفید کتاب) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی میں قلم بند کیا ہے۔

اللہ نے رسولوں کو دنیا میں کیوں بھیجا؟

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ عزوجل نے (دنیا میں) اپنے رسول بھیجے اور کتابیں نازل فرمائیں، اور آسمان، زمین پیدا فرمائے تاکہ (اس کی قدرت) خوب پہچانی جائے اور پھر (جی بھر کر) اسی کی عبادت کی جائے اور مکمل دین اسی کا ہو، اور بندگی کامل اسی کی ہو، اور اسی سے مانگا جائے (اور مصیبت کے وقت اسی کو پکارا جائے) چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

۱- ﴿وَمَا خَلَقْتُ الجنَ والانسَ الا لِيعبُدُونِ﴾(۱)

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اسی لئے پیدا کیا تاکہ وہ میری ہی عبادت و اطاعت بجالائیں

---

(۱) الذاريات، ٥٦

٢-﴿وما خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ وما بينَهما اِلّا بِالحَقِّ﴾ (١)

اور ہم نے آسمانوں، زمینوں اور ان کے مابین کائنات کو برحق (ہر طرح کے فائدے کے لئے ہی) پیدا کیا ہے۔

٣-﴿اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الأمرُ بينهن: لتَعْلَمُوا أن اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَئٍ قَدِيرٌ، وَأَنَّ اللّٰهَ قد أحَاطَ بِكُلِّ شئٍ علماً﴾ (٢)

اللہ نے سات آسمان بنائے اور زمین بھی اسی قدر بنائی، ان کے درمیان معاملہ اترتا ہے تا کہ تم جان لو کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت والا ہے اور یقیناً اللہ نے ہر چیز کو اپنے علم کے گھیرے میں لے رکھا ہے ۔

٤-﴿جَعَلَ اللّٰهُ الكَعبَةَ البَيْتَ الحَرَامَ قياماً لِلنَّاسِ وَالشَّهرَ الحَرَامَ والهَدْىَ وَالقَلَائِدَ ذلِكَ لِتعلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمَاوَاتِ وَمَا فِى الأَرْضِ وَأَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَئٍ عليمٌ﴾ (٣)

اللہ تبارک وتعالی نے کعبہ بیت حرام کو لوگوں کے قائم رہنے کا سبب بنادیا ہے اور حرمت

(١) الحج ، ٨٥
(٢) الطلاق ، ١٢
(٣) المائدہ ، ٩٧

والے مہینہ کو بھی، ہدی (قربانی کا جانور) اور وہ جانور جن کے گلے میں پٹے ہوں، یہ اس لئے ہے کہ تم یہ جان لو کہ اللہ تعالی زمین اور آسمانوں کی ہر چیز جانتا ہے اور یقیناً اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

تو اللہ تعالی نے انسان کی خلقت وامر کا مقصد واضح کیا ہے کہ:

١- اس کے تمام اسماء (نام) اور صفات سے اسے خوب معلوم کیا جائے۔

٢- اسی کی عبادت کی جائے، اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کیا جائے۔

٣- لوگ آپس میں انصاف (رواداری) کا برتاؤ کریں،

اور وہی عدل باز ہے جس پر زمین وآسمان کا نظام قائم ہے چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الكِتَابَ والمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالقِسْطِ﴾

بیشک ہم نے اپنے تمام رسولوں کو واضح دلائل (کھلی نشانیوں) کے ساتھ بھیجا، نیز ہم نے ان پر کتاب اور ترازو نازل کی، تاکہ لوگ (اس کے ذریعہ) آپس میں انصاف کا نظام قائم رکھیں۔

(اس آیت کریمہ کے ذریعہ) اللہ سبحانہ نے (لوگوں کو) یہ خبر دی کہ اس نے

(الحدید ۲۵)

(انکے پاس) اپنے رسول بھیجے اور پھر اپنی کتابیں ان پر نازل فرمائیں تاکہ لوگ آپس میں برابری اور عدل وانصاف والا برتاؤ قائم رکھیں۔

(یادرہے کہ) توحید ہی انصاف کی چیز، اور وہی عدل وانصاف کا سردھڑ (بلکہ جڑ) ہے. اور ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ شرک بڑا ظلم ہے، (سراسر ناانصافی ہے) اور ظلم (حق تلفی وناانصافی) کی اعلی قسم ہے. اور اس کے برعکس توحید: عدل وانصاف کا بام عروج ہے، تو اس کے ضد جو بھی ہو وہ تمام بڑے گناہوں میں سے بہت بڑا ہے اور جس قدر شرک کی مقدار بڑھتی جائے گی توحید اسی قدر گھٹتی جائے گی، اور جس قدر انسانی خلقت کے اصل مقصد توحید ربانی پر پابندی ہوتی رہے گی، اسی قدر انسان کی فرض شناسی، اور اطاعت میں درجہ بلند ہوتا جائیگا۔

لہذا (اے میرے پیارے بھائی) اس بنیادی بات پر غور کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھ، اس (توحید وایمان) کی تفصیلات کا اندازہ لگا، ان کے ذریعہ احکم الحاکمین اور اعلم العالمین (سب سے اچھا اور خوب جاننے اور بڑے انصاف کرنے والے) کی حکمت کا اندازہ لگا کہ اس نے اپنے بندوں پر اس چیز (توحید) کو کیوں لاگو کیا (اور شرک کو) ان پر کیوں حرام قرار دیا، اور اطاعت اور نافرمانیوں میں بھی اونچ نیچ اور درجات کا لحاظ رکھا۔

چونکہ شرک ان تمام (مقاصد الہی) کے بالکل برعکس ہونے کی بنا پر تمام گناہوں کا سردار ہے اور اس جرم کے مرتکب (مشرک) پر اللہ نے ہمیشہ کے لئے جنت حرام کردی ہے، اور اس کی یہ حرکت اس کے خون ومال کے مباح ہونے کے اسباب میں سے ہے، اور وہ غلامی کے مستحق ہیں کیوں کہ انہوں نے اپنے خالق ومالک اللہ کی عبودیت (اطاعت وبندگی) سے منہ موڑ لیا ہے اور اللہ نے مشرک کے کسی بھی عمل کو قبول نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے، اور نہ ہی اس کے سلسلے میں کسی کی شفارش قبول کی جائے گی، اور نہ آخرت میں اس کی کوئی مراد پوری ہوگی، اور نہ اس کی کوئی لغزش برداشت کی جائے گی، کیونکہ مشرک نے اللہ کی قدر ومنزلت اور حق شناسی میں بڑی جہالت سے کام لیا ہے، اور اس نے اللہ کی خلقت میں کسی اور کو شریک کار بنایا اس طرح حضرت انسان کی یہ بڑی نادانی ہے اور اتنا ہی نہیں بلکہ سراسر ظلم (حق تلفی) اور زبردستی ہے. اس نے اللہ کا کچھ نہیں بگاڑا، بلکہ اس کی اس حرکت سے اپنے آپ ہی پر ظلم کیا (اور عاقبت بگاڑ لی)!۔

☆☆☆☆☆

کیا سفارشی اور درمیانی حضرات سے
اللہ کی نزدیکی حاصل کی جاسکتی ہے؟

یہاں ایک پیچیدہ مسئلہ درپیش ہے کہ مشرک نے (اپنے فعل شرک سے) پروردگار برتر ہی کی عظمت بجالانے کا قصد کیا اور اس نے یہ سمجھا کہ اتنی عظمت والی ہستی کے ہاں جانا ہو تو ساتھ میں سفارشی اور درمیانی لوگ وغیرہ کا ہونا ناگزیر ہے، یہی تو دربار شاہی کا حال ہے۔

لہذا مشرک نے اپنے فعل سے اپنے رب کی توہین نہیں چاہی بلکہ اس کی تعظیم بجا لانا ہی اس کا مقصد رہا، کیونکہ اس نے یوں کہا: کہ میں ان درمیانی لوگوں کی عبادت اس لئے کررہا ہوں کہ وہ میری رب کی طرف رہنمائی کریں اور اس کے یہاں لے جائیں اور اس سے میرا قریبی تعلق پیدا کریں تو ان مقاصد کیلئے یہ لوگ یعنی سفارش کرنے والے (بیچ کے لوگ) وسائل ہیں (نہ کہ غایت)۔

(تو مجھے تعجب ہے کہ) یہ فعل کرنا یا کسی کی یہ حرکت، اللہ تبارک وتعالی کے غصے اور ناراضگی کا باعث کیوں بنی، اور اتنا ہی نہیں بلکہ یہ شرک: دوزخ میں ہمیشہ رہنے کا موجب بنا، اور اسی طرح دنیا میں شرک کرنے والوں کے خون مال اور عزت کے عدم تحفظ کا سبب بنا.

اس کے علاوہ ایک اور سوال اٹھتا ہے، کہ کیا یہ بات جائز ہوسکتی ہے کہ اللہ سبحانہ خود اپنے بندوں کے لئے سفارش کرنے والوں، اور بیچ کے لوگوں کے ذریعہ تقرب الی اللہ (اللہ کی نزدیکی) کی رسم جاری کرے؟۔

کیا اس کا حرام ہونا شریعت سے اخذ کیا گیا ہے یا یہ عقل وفطرت کے خلاف ہے، اور ناممکن ہے کہ شریعت ایسی چیز پیش کرے بلکہ شریعت نے تو اس کی فطری اور عقلی قباحت (گھناؤنے پن) کی نقاب کشائی کی ہے اور بے آبرو کرنے میں کوئی کمی نہیں کی، اور یہ واضح کردیا کہ اس سے بری کوئی اور بات نہیں ہے (اور اس سے برا کوئی اور کام ہی نہیں ہے).

اب رہی یہ بات کہ تمام گناہوں میں صرف اسی گناہ یعنی شرک کو اللہ کے ہاں نہ معاف کئے جانے میں بھید اور راز کیا ہے؟

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: (إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ)

یقیناً اللہ اپنے ساتھ کئے جانے والے شرک کو معاف نہیں کرتا یا نہیں کرے گا، اس کے علاوہ جس کو چاہے اور جو چاہے گناہ معاف کردیگا۔

اس بات پر خوب غور فرمائیے اور اس کا جواب پانے میں اپنے دل ودماغ کو خوب کھپائیے، اور اس امر کو معمولی نہ سمجھئے، کیونکہ اسی کی وجہ سے مشرکین اور موحدین

(النساء ،۴۸)

(توحید اپنانے والے) حضرات میں فرق معلوم ہوگا، اللہ کو جاننے اور نہ جاننے والوں اور جنت ودوزخ کے مستحقین میں تمیز کی قدرت ہوگی۔

اب اللہ کی توفیق وتائید کے بھروسے، اسی سے مدد مانگتے ہوئے اور اسی کے عفو ودرگزر کے خیال سے عرض کررہا ہوں کہ جس کو اللہ نے ہدایت دی اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے، اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کا رہنما اور کوئی نہیں ہے، اور جس کو وہ دینا چاہے اس کو روکنے والا کوئی نہیں ہے، اور جس کو وہ نہ دینا چاہے اس کو کوئی دلانے والا نہیں ہوگا!

☆☆☆☆☆

شرک کی دو قسموں کا بیان

شرک کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم

(۱) وہ جو معبود کی ذات، صفات، اسماء وافعال سے متعلق ہے۔[۱]

دوسری قسم

(۲) اللہ کی عبادت (اطاعت) اور اسکی کارسازی میں شرک کرنا ہے اگرچہ کہ اس کا مرتکب یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کی ذات پاک میں کوئی شریک نہیں ہے اور اسی طرح اس کی صفات (اسماء) اور افعال میں بھی کوئی شریک نہیں ہے۔

(۱) اس کو شرک توحید ربوبیت اور صفات بھی کہا جاتا ہے، اور ان دونوں کے اقرار واثبات کو توحید الاثبات والمعرفۃ بھی کہا جاتا ہے۔

شرک کی پہلی قسم کا تفصیلی بیان:

جوذات معبوداور اس کے اسماء وصفات وافعال سے متعلق ہے۔

اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

(۱) شرک تعطیل[1] شرک کی تمام قسموں میں سب سے خطرناک ہے، اسکی مثال شرک فرعون ہے، کیوں کہ اس نے کہا﴿ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴾[2] (ارے) سارے جہانوں کا پروردگار کیا ہے؟ اور اسی سلسلے میں ایک اور بات اس نے اپنے وزیر ہامان کو بتائی جس کو اللہ نے بذریعہ قرآن یوں خبر دی ہے﴿ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحاً لَعَلِّي أَبْلُغُ الأَسْبَابَ ، أَسْبَابَ السَّمَاوَاتِ فَأَطَّلِعَ إِلَىٰ إِلٰه مُوسَى، إِنِّي لأَظُنُّهُ كَاذِباً ﴾[3] اور فرعون نے کہا: اے ھامان! میرے لئے ایک انچا محل بنا شاید کہ میں اونچائیاں چھولوں گا یعنی آسمانوں کی اونچائیوں تک میری رسائی ہوگی تاکہ میں موسی کے معبود کو دیکھ لوں کیونکہ میں اس کو جھوٹا سمجھ رہا ہوں۔

(یادرہے کہ) شرک اور تعطیل ایک دوسرے سے لگے ہوئے ہیں کیونکہ اللہ کی ذات کو اسماء وصفات سے دور کرنے والا مشرک ہے، اور ہر عمل شرک اللہ کو صفات کمال واسماء حسنی سے الگ کررہا ہے. البتہ شرک خالی کرنے والے عمل سے جڑا ہوا نہیں ہے، بلکہ ہر ایک مشرک، خالق اور اسکے تمام صفات کا معترف ہوسکتا ہے مگر اس نے حق توحید کو معطل قرار دیا۔

(۱) خالی کرنا، بیکار کرنا.

(۲) الشعراء ،۲۳ ،

(۳) غافر۳۶ ، ۳۷

اب رہی یہ بات کہ شرک کی جڑ اور بنیاد تعطیل ہے (یعنی اللہ کو اسماء وصفات سے خالی کرنا ہے) اواس طرح کے شرک کی تین قسمیں ہیں:

(الف) بنی ہوئی (ایجادشدہ) چیز کو اس کے بنانے اور ایجاد کرنے سے الگ کردینا ہے

(ب) خالق اور صانع کی ذات بابرکت کو اس کے اسماء، اور صفات اور افعال سے جدا کرکے کمال وبرتری سے اس کو دور کرنا ہے[1]

ج۔ اللہ کی خلقت وکارکردگی (یعنی تدبیر کائنات) حقیقت توحید ہے، جس کا اپنانا ہر بندے کے لئے ضروری ہے نہ کہ اس سے اللہ کو خالی کیا جائے۔ وحدت الوجود کے قائل ایسے ہی شرک میں ملوث تھے وہ کہا کرتے تھے کہ نہ کوئی خالق ہے اور نہ مخلوق، اور نہ اس طرح کی دو چیزیں ہیں، بلکہ سراپا حق پر وہی تشبیہ والی مخلوق ہے، اسی طرح کا عمل ان بے دینوں کا شرک ہے جو یہ کہتے ہیں کہ عالم دنیا کا وجود قدیم ہے، اور پہلے سے ہے وہ کبھی نیست وعدم سے دوچار نہیں ہوا، بلکہ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اور حوادث حرکات وافعال حسب ضرورت اسباب کے لحاظ سے رونما ہوتے رہتے ہیں اور انہیں وہ لوگ نفوس اور عقول کا نام دیتے ہیں:[2]

(۱) تعطیل کے لغوی معنی: خالی کرنے اور فارغ کرنے کے ہیں اور اہل توحید کی اصطلاح میں اس کی تعریف یہ ہے کہ اللہ کے جو اسماء وصفات ہیں ان سب کا یا ان میں سے کچھ کا انکار ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ فرقہ جہمیہ کا عمل کہ انہوں نے اللہ کے صفات کا انکار کیا اور ان میں انتہا پسندوں نے اسماء الہی کا بھی انکار کردیا، یہ تعطیل کلی کہلاتی ہے۔ ۲۔ تعطیل جزئی: کسی چیز کا انکار، اشعریوں نے بعض صفات کو تسلیم کیا اور بعض کا انکار کیا.

سب سے پہلے تعطیل کی داغ بیل ڈالنے والا: جعد بن درہم ہے اسکی تفصیل کے لئے: فتح رب البریۃ بتلخیص الحمویۃ ص: ۵۵۔ پڑھئے جو کہ علامہ محمد بن صالح بن عثیمین رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔

(۲) ←

اسی طرح کا شرک ان انتہا پسند فرقہ جہمیہ (۱) اور قرامطہ (۲) کا ہے جو اللہ کو اس کے اسماء وصفات، اور افعال سے خارج اور معطل کر دیتے ہیں. انہوں نے اللہ کے لئے نہ کوئی نام ثابت کیا ہے اور نہ کوئی وصف اس کو عطا کیا ہے، بلکہ (ان کے اس کرتوت سے) مخلوق کو خالق سے زیادہ کامل ثابت کیا ہے جب کہ کسی ذات یا شخص کی برتری اس کے نام اور صفات سے ہوتی ہے!

---

(۴) یہ منکرین رب فلاسفہ وملاحدہ (بے دین لوگوں کا) خیال ہے کہ حوادث عالم اور ایجادات کے پیچھے کوئی ذات برسر پیکار نہیں ہے بلکہ دنیا حسب ضرورت چلی آ رہی ہے یعنی نظام عالم اپنے پیروں پر قائم ہے۔

(۱) جہمیہ ایک گمراہ فرقہ ہے اس کا بانی جہم بن صفوان ہے، اور وہ اللہ کو ہر نام اور صفت سے خالی کرتے ہیں.

(۲) قرامطہ، بھی ایک گمراہ گروہ ہے جو انکار اسماء وصفات الٰہی کا دعویدار ہے.

شرک کی دوسری قسم :

اللہ تعالٰی کے ساتھ کسی اور معبود کو (اطاعت وعبادت میں) شریک کرنا ہے، نہ کہ اللہ کو اس کے أسماء وصفات اور ربوبیت سے الگ کرنا ہے. اس کی مثال شرک نصاری ہے جنہوں نے اللہ کو تین معبودوں میں سے ایک بنایا ہے، دوسرا معبود عیسی علیہ السلام اور تیسرا معبود انکی ماں مریم علیہا السلام کو بنایا ہے۔ (۱)

۱۔ اسی طرح کا شرک مجوسیوں کا بھی ہے جو دعویدار ہیں کہ خیر (بھلے کاموں) کا ناطہ روشنی سے ہے اور شر (برائی) کا ناطہ تاریکی سے ہے.

۲۔ اسی قسم کا شرک فرقہ قدریہ (۲) کا ہے جن کی رائے یہ ہے، کہ حیوان ہی اپنے افعال کا خالق (موجد) ہے، اور سارے افعال اللہ کی مشیت (چاہت) قدرت اور ارادے کے بغیر رونما ہوتے رہتے ہیں، اسی وجہ سے یہ لوگ بھی مجوس کے مانند ہیں.

---

(۱) اسطرح نصرانیوں کے یہاں تین معبود ہیں اس کو تثلیث (Trinity) کہا جاتا ہے۔

(۲) منکرین تقدیر دین سے دور ہیں، ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''القَدَرِيَّةُ مَجُوسُ هَذِهِ الأُمَّةِ'' (قدریہ اس امت کے مجوس ہیں). انکی عیادت نہ کرنے اور نماز جنازہ میں حاضر نہ ہونے کی رسول اللہ ﷺ نے ہدایت کی ہے، اہل سنت وجماعت کا اجماع ہے کہ قدریہ کا نظریہ یہ ہیکہ خیر اللہ کی جانب سے اور شر انسان کی جانب سے ہے اور اللہ نافرمانوں کے کرتوت کا اردہ نہیں کرتا ہے. قارئین کرام کو مزید تفصیل اس سلسلے میں عقیدے کی کتابوں سے مل سکتی ہیں .ہمارے عقائد کی تصحیح کی اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے. (آمین)

۳۔اسی طرح کا شرک اس شخص کا ہے جس نے ابراہیم علیہ السلام سے اپنے رب کے بارے میں حجت بازی کی، جس کا ذکر مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں ہے:

﴿إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ﴾(۱)

”اس نے مارنے اور زندہ کرنے کے اپنے دعوے کی بناء پر اپنے آپ کو اللہ تعالی کا ہمسر بنالیا، کیونکہ وہ بھی اللہ تعالی کی طرح مارنے اور زندہ کرنے کا دعویدار تھا۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے اس کے اس قول کو باطل اور ساقط کرنے کی غرض سے اس سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ سورج کے طلوع وغروب کا عمل اس سمت سے کروائے جو کہ اللہ کی سمت کے مخالف ہو، لہذا ابراہیم علیہ السلام کا یہ عمل پینترا بدلنا نہیں ہے جیسا کہ بعض جنتیوں نے کہا ہے. بلکہ اس طرح اس کی دلیل کو رد کرنے کے لئے مجبور کرنا ہے بشرطیکہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہو !

۴۔اسی قبیل کا شرک ان تمام لوگوں کا بھی ہے جو بلند وبالا آسمان کے ستاروں کے ذریعہ شرک کیا کرتے ہیں اور انہیں اس عالم کے نظام میں کارگزار بناتے ہیں، صابئہ (۲) وغیرہ کا شرک بھی کچھ ایسا ہی ہے.

(۱) سورۂ بقرہ، آیت ۲۵۸

(۲) امام شہرستانی نے الملل والنحل (۲/۶/۷) میں اس فرقے کے سلسلے میں لکھا ہے کہ صبا الرجل کہا جائیگا جب وہ ہٹ جائے اور دور ہو جائے چونکہ یہ لوگ انبیاء علیہم السلام کے طریقہ کار (منہج) سے دور ہونے کیوجہ سے انہیں الصابئہ کہا گیا، ان کے مذہب کا دارومدار روحانیوں کے لئے تعصب اور ان پر مرمٹنا ہے... الخ تفصیل کے لئے کتاب مذکور مرجع ہے.

۵۔اسی قسم کا شرک آگ اور سورج وغیرہ کے پرستاروں کا ہے، ان میں سے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ان کا معبود حقیقت میں الہ ہی ہے اور ان میں سے کچھ اور کا خیال یہ ہے کہ وہی ذات تمام معبودوں کا سرغنہ ہے.

اور چند حضرات کا یہ دعوی ہے کہ وہ معبود بہت سارے معبودوں میں ایک ہے، اور جب کوئی شخص توجہ کامل کے ساتھ اس کی عبادت کرے گا اور اسی سے اپنی لو لگائے گا تو وہ اس کی طرف آئے گا اور توجہ دے گا۔

اور بعض لوگوں کا یہ بھی خیال خام ہے کہ چھوٹا معبود اپنے پرستاروں کو اپنے سے بڑے معبود کے قریب کرے گا، اور پھر وہ اپنے سے بڑے کے قریب کرے گا، اور اس طرح وہ تمام معبود اللہ تک اس کی رسائی کریں گے، لہذا ایسے معبود اور درمیانی کبھی زیادہ تعداد میں ہونگے، اور کبھی کم تعداد میں۔

☆☆☆☆☆☆

دوسرا شرک

اللہ کی عبادت اور اس کی کارسازی کے بارے میں ہے۔

عبادت الٰہی میں شرک کرنا، نسبتا آسان اور ہلکا ہے اور ہر اس شخص سے یہ عمل سرزد ہوتا ہے جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود (برحق) سوائے اللہ کے اور اس کے علاوہ کوئی اور نہ نقصان دے سکتا ہے اور نہ ہی نفع بخش سکتا ہے، اور نہ کچھ دے سکتا ہے اور نہ روک کرسکتا ہے، (ان تمام کاموں کا اختیار صرف اللہ ہی کو ہے) اس کے علاوہ نہ کوئی اور معبود ہے اور نہ کوئی پروردگار، لیکن ذات معبود" اللہ تعالی کو اس کی کارسازی اور عبودیت میں خاص نہیں کرتا بلکہ کبھی تو اپنے نفسانی مزے کے لئے کام کرتا ہے، اور کبھی دنیا طلب کرنے کے لئے، اور کبھی مخلوق کے پاس بلندی اور جاہ ومنزلت کی طلب کے لئے، پس اس کے عمل وکاوش میں اللہ کا کچھ حصہ ہے، اور اسی طرح اس کے نفس، مزے اور خواہش کا ایک حصہ ہے، اور پھر شیطان کا بھی حصہ ہے، اور مخلوق کا بھی حصہ ہے، اور اکثر وبیشتر لوگوں کا یہی حال ہے" اور یہی وہ شرک ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:"الشِّركُ فِي هذه الأمَّةِ أخْفَى مِن دَبِيْبِ النَّمْلَةِ، قالوا: كَيْفَ نَنْجُو مِنْهُ يا رسول الله؟: قال: " قُل اللّٰهُمَّ إنِّى أعُوذُ بِكَ أنْ أشْرِكَ بِكَ وَأنا أعْلَم وأسْتَغْفِرُكَ لِمَا لا أعْلَم"

اس امت میں شرک چیونٹی کی آہٹ سے بھی زیادہ خاموش طور پر داخل ہوگا اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ پھر ہم اس سے

کیسے چھٹکارا پائیں گے؟، جوابا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم ہمیشہ یہ پڑھا کرو!

"اللّٰهُمَّ إنِّى أعُوذُبِكَ أن أشْرِكَ بِكَ وَأنَا أعْلَمُ ، وَأسْتَغْفِرُكَ لِمَالا أعْلَمُ(١)"

اے میرے اللہ بیشک میں تیرے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں تیرے ساتھ کسی کو شریک بناؤں جب کہ میں اس کو جانتا ہوں، اور میں تجھ ہی سے ان گناہوں کی مغفرت طلب کرتا ہوں جن کو میں نہیں جانتا۔

اور ریاکاری سراسر شرک ہے، چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿قُلْ إنَّمَا أنَا بَشَرٌ مِثْلُكُم يُوحَى إلَيَّ أنَّمَا إلٰهُكُم إلٰهٌ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا ، وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّه أحَدًا﴾(الكهف / ١١٠).

کہہ دیجئے اے محمد ﷺ کہ میں بالکل تمہاری طرح محض ایک انسان ہی ہوں البتہ میری طرف وحی کی جاتی ہے(یعنی نبی ہوں) کہ تم سب کا معبود ایک ہی ہے، پس جو کوئی اپنے معبود رب سے ملاقات کا امیدوار ہے تو وہ عمل صالح (نیک کام) بجالائے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ بنائے۔

یعنی جس طرح وہی الہ واحد ہے اسکے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے تو اسی طرح چاہیئے کہ عبادت (اطاعت) صرف اسی کی کی جائے، وہ جس طرح الوہیت (خلق وتدبیر) میں اکیلا ہے تو عبودیت میں بھی اس کو اکیلا جاننا واجب ہے۔

---

(۱) امام ابن حبان نے اس کو اپنی صحیح میں بیان کیا ہے، اور ابو محمد اشرف بن عبد المقصود نے کہا کہ حدیث صحیح ہے، محدث ابو یعلی اور مروزی نے اپنی مسانید میں یہ حدیث بیان کی ہے، اور امام البانی کی صحیح ترغیب وترہیب بھی ملاحظہ ہو(١ / ٩١)

یادرکھیئے کہ عمل صالح وہ ہے جوریا (دکھاوے) سے خالی ہواورسنت کے مطابق ہو.

چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس طرح دعا فرمایا کرتے تھے:

" اللَّهُمَّ اجْعَلْ عَمَلِي كُلَّهُ صَالِحاً، وَاجْعَلْهُ لِوَجْهِكَ خَالِصاً، وَلَا تَجْعَلْ لِأَحَدٍ فِيهِ شَيْئاً "(١)

اے میرے پروردگار! میرا عمل سراسر نیک بنا، اور اس کو تیرے ہی ذات کے لئے خالص بنا، اور اس میں کسی اور کا کچھ حصہ نہ مقرر فرما.

(میرے بھائیو! آگاہ ہوجایئے) کہ عبادت (الہی) میں اس طرح کا شرک ثواب عمل کو باطل کردیتا ہے، اگر عمل واجب ہو تو سزا بھی دی جائے گی کیونکہ وہ اسے عمل نہ کرنے والے کے مقام پر پہنچائے گا. اور پھر حکم چھوڑنے پر اس کو سزا دی جائے گی. کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو اس کی عبادت خالصہ کا حکم دیا، چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ﴾(٢)

اور انہیں حکم نہیں دیا گیا ہے کسی اور بات کا سوائے اس کے کہ وہ صرف اللہ ہی کی عبادت کریں یکسو ہوکر اور دین (وطاعت) کو اس کے لئے خالص کرتے ہوئے.

لہذا جس کسی نے اللہ کی عبادت میں اخلاص سے کام نہیں لیا گویا کہ اس نے وہ نہیں کیا جس کا اس کو حکم دیا گیا ہے، بلکہ اس نے وہ سب کچھ کیا جس کا اس کو حکم نہیں دیا گیا ہے.

---

(١) امام احمد رحمہ اللہ نے کتاب الزھد میں اس روایت کو درج کیا ہے.

(٢) سورہ بینہ ، آیت ـ ٥

تو یہ کام نہ صحیح ہوگا اور نہ اس کے حق میں قبول کیا جائے گا. چنانچہ اس سلسلے میں حدیث قدسی کے ذریعہ اللہ کا ارشاد ہے: (أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، فَمَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ مَعِي فيه غَيْرِي فَهُوَ لِلَّذِي أَشْرَكَ بِهِ . وَأَنَا منه بَرِئٌ)(١)

تمام شریکوں میں شرک سے میں سب سے زیادہ بے نیاز ہوں، تو جس کسی نے کوئی کام کیا اور اس میں میرے ساتھ کسی اور کو شریک کیا تو وہی اس کا ہوگا جس کو کہ اس نے (اللہ کا) شریک ٹھہرایا. اور میں اس سے بری ہوں.

اس قسم کا شرک دو طرح کا ہے:

(١) مغفور (بخش دیا جانے والا) (٢) غیر مغفور (نہ بخشا جانے والا) اور وہ شرک اکبر اور اصغر ہے.

(١) پہلا شرک کبیر اور اکبر ہوتا ہے، اور ان دونوں میں کسی طرح کا شرک بخشا نہیں جائے گا، اس طرح کا شرک اللہ کی محبت اور اس کی تعظیم میں کسی اور کو شریک کرنا ہے یعنی جیسی محبت اور تعظیم اللہ کی کیجائے اسی طرح مخلوق کی کیجائے. تو یہ وہ شرک ہے جس کو اللہ معاف نہیں کریگا، اور اسی شرک کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالی کا یہ ارشاد ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَاداً يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ (البقرة / ١٦٥)

---

(١) امام مسلم نے اپنی صحیح، امام احمد نے مسند میں، اور ابن ماجہ نے سنن میں یہ روایت درج کی ہے ، اور یہ ابن ماجہ کے الفاظ ہیں.

ترجمہ: لوگوں میں کچھ ایسے ہیں جو اللہ کے علاوہ شریکوں کو مقرر کر لیتے ہیں اور پھر وہ ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جس طرح کہ اللہ سے انکی محبت ہے، اور ایمان والے اللہ کی محبت میں سب سے زیادہ سخت ہوتے ہیں.

اس شرک کے مرتکبین اپنے معبودوں سے کہیں گے جب جہنم ان دونوں کو یکجا کریگا۔

﴿تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ . إِذْ نُسَوِّيكُم بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾(۱)

اللہ کی قسم ہم سب البتہ کھلی ہوئی (بڑی) گمراہی میں مبتلا تھے کیونکہ رب العالمین (سارے جہانوں کے پروردگار) کے برابر تمہیں ہم نے درجہ دیا تھا.

یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ مشرکین نے ان معبودوں کو خلقت (پیدا کرنے) رزق دینے، مارنے، زندہ کرنے، ملک گیری، اور قدرت وغیرہ میں اللہ کے برابر نہیں کیا، بلکہ محبت، عبادت، عاجزی، انکساری میں اللہ کے ساتھ (انکو شریک کیا اور) برابری کا سلوک کیا، اور یہ پرلے درجے کی جہالت اور ظلم (وزبردستی) ہے.

(ذرا سوچئے کہ) مٹی کو رب الأرباب کے برابر کیسے کیا جائیگا؟ (چہ نسبت خاک را با عالم پاک)

---

(۱) الشعراء، آیت ۹۷-۸۹

☆ غلاموں اور حاجت مندوں کو سارے انسانوں کے مالک اور آقا کے برابر کیسے بٹھایا جائے گا؟

☆ فقیر، ناتواں، عاجز، (لاچار) مجبور کو اللہ کی ذات بابرکت کے برابر کیسے کیا جائے گا کیونکہ یہ سب ناکس و بے بس ہیں اور اللہ کی ذات غنی اور بابرکت ہے.

اس کی غنا (بے نیازی، امیری) قدرت، طاقت ملک، نظام وتصرف وجود، نوازش، علم اور رحمت وکمال مطلق اس کے لوازم ذات ہیں،

(ذرا بتلایئے کہ) کیا اس سے بھی بڑھکر کوئی ظلم وزبردستی (ناانصافی) ہوسکتی ہے؟ اس سے بھی ناروا فیصلہ کوئی اور ہوسکتا ہے کہ جس کا کوئی ہمسر نہیں اس کو اس کی مخلوق کے ہمسر کیا جائے؟.

چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ﴾ (الأنعام / ١٣)

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور اندھیرے اور روشنی بنائی اور پھر کافرین دوسروں کو اپنے رب کے برابر بنا رہے ہیں؟!

ملاحظہ فرمایئے کہ مشرک نے اس مخلوق کو جو نہ اپنے لئے اور نہ دوسروں کے لئے زمین اور

آسمان کی نعمتوں میں ذرہ برابر کچھ کر نہیں سکتا تو لوگ اس کو با کمال اور عظیم ذات کے برابر کرنے چلے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو وجود بخشا، تاریکیاں، اندھیرے، روشنی اور چمک بنائی!

ہائے افسوس اس پر جس کا ایسا عمل ہو جو بڑا گھناؤنا اور بے ہودہ ہے، ہائے وہ کیسا ظلم ہے!

افعال، اقوال، نیتوں اور ارادوں کا شرک :

اس کے بعد شرک کے اس قسم کا ہے جو اللہ سبحانہ وتعالی کیساتھ افعال، اقوال، ارادوں اور نیتوں میں کیا جاتا ہے :

(ا) افعال میں شرک: جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) اللہ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرنا.

(۲) بیت اللہ (خانۂ کعبہ) کے علاوہ کسی اور گھر کا طواف کرنا (یا چکر لگانا)

(۳) غیر اللہ کی عقیدت اور عبادت کے طور پر سر منڈوانا.

(۴) الحجر اسود (جو زمین پر اللہ کا داہنا ہاتھ ہے) کے علاوہ دوسرے پتھروں کو بوسہ دینا.

(۵) قبروں کو چھونا اور بوسہ دینا اوران کے روبرو سجدہ ریز ہونا.

(۶) نبی اکرم ﷺ نے لعنت بھیجی جس نے انبیاء اور صالحین، نیکو کاروں کی قبروں کے پاس (یا اوپر) مسجد بنالی اور جہاں وہ اللہ ہی کی عبادت کرتا ہے، ان کا کیا ہوگا

جو قبروں کو بت بنا کر اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہیں.

۱۔ صحیح بخاری ومسلم کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى : اتّخَذُوامن قُبُورِ أَنْبِيَائِهِم مَسَاجِدَ''

اللہ نے یہود ونصاری پر لعنت فرمائی ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا ہے.

۲۔ ایک اور صحیح حدیث میں آپ ﷺ سے مروی ہے:

''إنّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُم السَّاعَةُ وَهُمْ أحْيَاءُ وَالَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْقُبُورَ مَسَاجِدَ''.

لوگوں میں بہت برے وہ ہیں جن کی زندگی میں قیامت برپا ہو اور پھر وہ جو قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتے ہیں۔

۳۔ صحیح مسلم شریف کی ایک اور روایت میں ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إنْ مَنْ كَانَ قَبْلَكُم كَانُوا يَتَّخِذُون الْقُبُورَ مَسَاجِدَ، أَلا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ فإنِّى أنهَاكُم عَنْ ذَلِكَ''

ترجمہ: آپ سے پہلے کے لوگ قبروں پر مسجدیں تعمیر کیا کرتے تھے، آگاہ ہو جاؤ کہ قبروں کو مسجدیں نہ بنایا کرو کیونکہ میں تم سب کو اس حرکت سے منع کر رہا ہوں.

۴۔ مسند امام احمد، وصحیح ابن حبان کی ایک روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَعَنَ اللّٰهُ زُوَّارَاتِ الْقُبُورِ، وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ"

ترجمہ: اللہ تعالی نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے اور اسی طرح وہاں مسجد تعمیر کرنے اور چراغ جلانے والوں پر بھی لعنت کی ہے!

۵۔ ایک اور ارشاد نبوی ﷺ ہے: "اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى قَوْمٍ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِم مَسَاجِدَ"(۱)

ترجمہ: اللہ کا غضب (غصہ) ان لوگوں پر سخت ہوا ہے جنہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا ہے۔

۶۔ رسول اللہ ﷺ کا ایک اور ارشاد ہے:

"إِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُم كَانَ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِداً، وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ، أُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (۲)"

ترجمہ: آپ سے پہلے لوگوں میں وہ تھے کہ جب بھی ان میں کوئی نیک آدمی مرجاتا تو وہ لوگ اسکی قبر پر مسجد بنا لیتے تھے اور وہاں ان کی تصویریں بنا لیتے تھے، ایسے لوگ قیامت

(۱) امام البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح گردانا ہے، دیکھئے تحذیر المساجد، ص ۱۸ - ۱۹

(۲) امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے اس حدیث کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے صحیحین میں درج فرمایا ہے

کے دن اللہ کے ہاں بہت برے مقام پر ہونگے!

بھائیو! ذرا غور فرمایئے کہ یہ برا حال ان لوگوں کا ہے جنہوں نے قبر والی مسجد میں اللہ کو سجدہ کیا پھر جس نے قبر ہی کو سجدہ کیا تو اس کا کیا حال ہوگا؟

اور پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبرِي وَثَنًا يُعْبَدُ (۱)"

اے میرے پروردگار میری قبر کو بت نہ بنا جس کی عبادت کی جائے اور ہاں حضرت محمد ﷺ نے عقیدۂ توحید کی خوب حفاظت کی ہے۔ اس قدر کہ طلوع آفتاب وغروب آفتاب کے اوقات میں نفل نماز سے لوگوں کو منع فرمایا ہے، تاکہ اس سے سورج پرستوں کے عمل کی مشابہت کا شائبہ ختم ہوجائے کیونکہ وہ لوگ ان دونوں وقتوں میں سورج کو سجدہ کرتے ہیں، اور اسی طرح عصر اور صبح کے بعد نماز پڑھنے پر پابندی عائد کی کیونکہ یہ دونوں گھڑیاں ان وقتوں سے میل کھاتی ہیں جن میں مشرکین سورج کی پرستش (سجدہ) کرتے ہیں غیر اللہ کے سجدے کے سلسلے میں ارشاد رسول ﷺ ہے کہ: "لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلّٰهِ" (۲) ترجمہ: کسی انسان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرے۔

(۱) یہ اشتد غضب اللہ والی حدیث کا جزء ہے، اس کو امام احمد اور بزار وغیرہما نے روایت کیا ہے، امام مالک اور ابن ابی شیبہ نے اس کو مرسلا روایت کیا ہے، امام البانی نے اس کی سند کو صحیح گردانا ہے، دیکھئے تحذیر الساجد ۱۸ - ۱۹

(۲) امام ترمذی اور امام بیھقی رحمہما اللہ نے اپنی سنن میں اس حدیث کی روایت کی ہے، امام ترمذی نے اس کی سند حسن اور غریب بتائی ہے، امام ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اس کی روایت کی ہے، "لا يصلح لبشر أن يسجد لبشر" "کسی انسان کو جائز نہیں کہ دوسرے انسان کو سجدہ کرے......" کے الفاظ سے امام احمد نے روایت کی ہے مزید تفصیل کے لئے دیکھئے "البدایہ والنہایہ" ترغیب وترہیب، ارواء الغلیل تالیف البانی (۱۹۹۸)۔

اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کے فرمانوں میں ''لا ینبغی'' (بالکل نہیں چاہیئے) کا استعمال شریعت کے کسی معاملے پر حددرجہ کی پابندی اور ممانعت پر ہوتا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے کہ:

۱۔﴿وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا﴾ (مریم / ۹۲)

ترجمہ: اللہ رحمان کے لئے لائق ہی نہیں کہ (بلکہ اسکے خلاف شان ہے) کہ وہ کسی کو اولاد بنائے

۲۔﴿وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾ (یس / ۶۹) ،اور نہیں چاہیئے اس کے لئے، اس کے لائق نہیں ہے۔

۳۔﴿وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِيْنُ وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ﴾ (الشعراء / ۲۱۰)، اس کو شیطان لے کر نہیں آئے اور نہ یہ کام ان کا ہے۔

۴۔﴿مَا كَانَ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ﴾ (۱)

ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ (اے رب) تیرے علاوہ ہم کسی اور کو اپنا کارساز بنالیں۔

☆☆☆☆☆

(۱) الفرقان / ۱۸

اللہ (پاک) کے ساتھ شرک کرنے کے اقسام میں شرک الفاظ ہے

۱۔ اس کی مثال غیر اللہ کی قسم کھانی ہے، اس سلسلے میں امام أحمد اور ابوداود رحمہما اللہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے، آپ کا ارشاد ہے: ''مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَكَ'' (۱)

ترجمہ: غیر اللہ کی جس کسی نے قسم کھائی تو اس نے تحقیق رب کے ساتھ شرک کیا ۔

۲۔ اس طرح کا اور شرک کسی مخلوق سے یوں کہنا ہے: ''مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ'' جو اللہ اور تم نے چاہا! چنانچہ نبی ﷺ سے اسطرح کی روایت ایک اور وجہ سے ثابت ہے کہ آپ سے ایک آدمی نے کہا: ''مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ'' کہ اللہ نے چاہا، اور آپ نے چاہا، تو رسول اللہ ﷺ نے فورا فرمایا ''أَجَعَلْتَنِي لِلّٰهِ نِدًّا ؟ قُلْ: مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ'' کیا تم نے مجھے اللہ کا ہمسر بنادیا ہے، بلکہ یوں کہو کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ نے چاہا! (۲)

یہ حقیقت ہے، اب آیئے یہ دیکھیں کہ اللہ تعالی نے خود اپنے بندے کے لئے بھی مشیت (چاہت) ثابت کی ہے، چنانچہ اس کا ارشاد ہے: ﴿لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَّسْتَقِيْمَ﴾ (التکویر / ۲۸) تم میں سے جو یہ چاہے کہ وہ سیدھا رہے۔

(۱) امام ابن حبان نے اس کی سند کو صحیح گردانا ہے اور اسی طرح امام حاکم نے بھی، اور اسکی موافقت امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی کی ہے، اور اسی طرح اس حدیث کی روایت امام ترمذی نے بھی اپنے سنن میں کی ہے ، اور اس کی سند کو امام البانی نے صحیح گردانا ہے دیکھئے صحیح سنن ترمذی برائے البانی ۲/ ۹۹

(۲) نص حدیث کو امام احمد نے اور امام بخاری نے ادب مفرد، امام نسائی نے عمل الیوم واللیلۃ، اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے درج کیا ہے، اور امام البانی نے سلسلہ صحیحہ (۱۳۹) میں اسکی سند کو حسن گردانا ہے۔

لہذا اسکا کیا حشر ہوگا جو یوں کہے:

☆أنا مُتوَكِّلٌ عَلَى اللّٰهِ وَعَلَيْكَ: میں اللہ اور تجھ پر توکل (بھروسہ) کرتا ہوں

☆أنا فِي حَسْبِ اللّٰهِ وَحَسْبِكَ: میں اللہ اور آپ کی کفایت پر ہوں۔

☆ وَمَا لِي إلّا اللّٰه وَأَنْتَ: میرا اور کوئی (کارساز) نہیں ہے اللہ اور آپ کے علاوہ

☆ وَهٰذَا مِنَ اللّٰهِ وَمِنْكَ: یہ نعمت اللہ اور آپ کی جانب سے ہے۔

☆ وَهٰذَا مِنْ بَرْكَاتِ اللّٰهِ وَبَرْكَاتِكَ: اور یہ برکتیں اللہ اور آپ کی جانب سے ہیں

☆ وَاللّٰهُ لِي فِي السَّمَاءِ وَأَنْتَ لِي فِي الأَرْضِ: اور اللہ آسمان میں میرا ہے اور تم زمینوں میں میرے لئے ہو۔ یا پھر یوں کہے:

☆ وَاللّٰهِ وَحَيَاةِ فُلَانٍ: قسم ہے اللہ کی اور فلاں کی جان کی۔

☆ نَذرًا لِلّٰهِ وَفُلَانٍ: نذر اللہ اور فلاں کے نام۔

☆ أنَا تَائِبٌ لِلّٰهِ وَلِفُلَانٍ: میں رجوع ہونے والا ہوں اللہ اور فلاں کی طرف۔

☆ أرْجُو اللّٰهَ وَفُلَانًا: اللہ اور فلاں سے امید رکھتا ہوں۔

یہ اور ان جیسے جملوں اور درج ذیل قول ما شاء اللہ وشئت: کے درمیان موازنہ فرمایئے اور اس بات پر غور فرمایئے کہ ان دونوں میں سے کون زیادہ فحش اور گندے لگتے ہیں۔

اور پھر آپکو معلوم ہو جائیگا کہ اس آخری قول والے کی نسبت درج بالا جملے بولنے

والے رسول اللہ ﷺ کے جواب (أجعلتني ندًّا لله) کے زیادہ مستحق ہوں گے، جب کہ اس جملہ کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا ہمسر بنادیا ہے تو اس نے رسول اللہ سے کمتر درجہ اور ناچیز کو رب العالمین (سارے جہاں کا خالق) اللہ کا شریک بنادیا ہے، بلکہ وہ شریک اس کے دشمنوں میں سے بھی ہوسکتا ہے۔

لہذا سجدہ کرنا، اطاعت وعبادت، توکل بھروسہ، اعتماد کرنا اور توجہ کامل، تقوی، خوف کرنا، کافی سمجھنا، توبہ، نذر، (منت ماننا) قسم کھانا، تسبیح (سبحان اللہ) پڑھنا تکبیر (اللہ اکبر) کہنا، لا الہ الا اللہ کا ورد رکھنا، الحمد للہ کا کہتے رہنا، استغفار (گناہوں کی مغفرت) کرتے رہنا، اطاعت ورضامندی (کے حصول کی امید میں) بچوں کے بال مونڈنا بیت اللہ کا طواف کرنا، دعا کرنا یہ سب کے سب خالص حقوق اللہ ہیں، ان میں سے کوئی بھی کام اللہ کے سوا کسی بھی مقرب فرشتے اور نبی مرسل کے لئے (ہرگز) لائق نہیں ہے۔

چنانچہ مسند امام أحمد رحمہ اللہ کی ایک روایت ہے:

" إن رَجُلًا أتِيَ بِهِ إلَى النَّبِي ﷺ قد أذْنَبَ ذَنْبًا، فَلَمَّا وَقَفَ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ: اللّٰهُمَّ إنِّي أتُوبُ إلَيْكَ، وَلَا أتُوبُ إلَى مُحَمَّدٍ فَقَالَ: عَرَفَ الْحَقَّ كَأَهْلِهِ"(۱)

ترجمہ: ایک شخص کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا جس نے گناہ کا ارتکاب کیا تھا، اور جب اس نے آپ ﷺ کا سامنا کیا تو اس نے کہا: اے اللہ میں تجھ ہی سے توبہ کرتا ہوں (مغفرت) چاہتا ہوں اور نہ کہ محمد ﷺ سے توبہ مانگتا ہوں تو آپ ﷺ نے فوری طور پر فرمایا: اس نے حق والے کا حق پہچان لیا۔

---

(۱) امام حاکم رحمہ اللہ نے بھی اس کی روایت کی ہے مگر امام ذہبی نے اس کو ضعیف گردانا ہے اور اس طرح امام ہیثمی نے بھی اس کی سند ضعیف بتائی ہے۔ تفصیل کے لئے ضعیف الجامع الصغیر (۲۷۰۷) ملاحظہ فرمایئے۔

ارادوں اور نیتوں کا شرک

یہ وہ سمندر ہے جس کا کوئی ساحل ہی نہیں ہے، اور بہت کم لوگ اس سے چھٹکارا حاصل کرتے ہیں، یہ وہ شرک ہے کہ کسی نے اپنے عمل سے رضائے الٰہی کے علاوہ کچھ اور چاہا، یا اس کے قرب اور بدلے کی چاہت کے علاوہ کچھ اور چیز کی اس نے نیت کی تو اس شخص نے اپنے ارادے اور نیت کے ذریعہ شرک کا ارتکاب کیا.

(اس کا ضد) اخلاص تو یہ ہے کہ آدمی اپنے اقوال، افعال، ارادوں اور نیتوں کو اللہ ہی کے لئے خاص کردے (۱) یہی دین حنیفی اور ملت ابرہیمی کا دستور ہے جس کو اپنانے کا حکم اللہ نے اپنے تمام بندوں کو دیا ہے. اس کے علاوہ کسی سے اور کوئی دین اللہ قبول نہیں کرے گا، یہی تو اسلام کی بھی حقیقت ہے چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے کہ:

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾(آل عمران / ۸۵)

ترجمہ: جس کسی نے اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اپنایا وہ اس سے قبول ہی نہیں کیا جائے گا، اور وہ قیامت کے دن نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا.

اور یہی ملت ابراہیمی ہے کہ جو کوئی اس سے روگردانی کریگا تو پرلے درجے کا احمق (نادان) ہوگا.

(۱) اس سلسلے میں حضرت سہل بن عبداللہ التستری نے بڑی اچھی بات کہی ہے کہ نفس پر اخلاص سے بھاری کوئی اور چیز نہیں ہے، کیونکہ اس میں نفس کا کوئی حصہ نہیں ہے دیکھئے ......جامع العلوم والحکم (۱/۸۴)

شرک کی حقیقت

(اے میرے بھائیو!) اگر تم یہ مقدمہ اولین معلومات اچھی طرح جان لوگے تو چند صفحات قبل گذرے ہوئے سوال کا جواب معلوم ہو جائے گا اور وہ سوال تھا کہ کیا سفارش کرنے والوں اور درمیانی لوگوں سے اللہ کا قرب (نزدیکی) حاصل کی جاسکتی ہے؟

اس کے بعد آیئے ہم آپ سے کہتے ہیں جبکہ اللہ وحدہ سے ہی ہم درست چیز حاصل کرسکتے ہیں.

حقیقت شرک یعنی اللہ (خالق) سے مشابہت اختیار کرنا اور مخلوق کو اس کے ساتھ تشبیہ دینا ہے، اور یہ کہ کسی اور کے لئے صفات کمال ثابت کرنا جنھیں اللہ نے اپنے لئے خاص کرلیا ہے، اور اللہ کے رسول ﷺ نے وہ صفت اللہ کیلئے بیان کیا ہے، اس حقیقت کو الٹ دیا اس نے جس کے دل کو اللہ نے الٹ دیا، اور اس کے بصیرت کی آنکھ کو بے نور کردیا، اور اس کی کمائی (محنت) کو رائیگاں کردیا، تو اس شخص نے توحید کو تشبیہ کی شکل دی اور تشبیہ کو تعظیم وطاعت کا درجہ عطا کیا، تو نتیجہ یہ ہوا کہ مشرک مخلوق کو خالق کے ساتھ اسکی الٰہی خصوصیات میں تشبیہ دینے والا بنا ہے،

☆یاد رہے کے الٰہی خصوصیات یہ ہیں:

☆نفع ونقصان، دینے اور روکنے کا پورا اختیار رکھنا ہے۔اس کا تقاضا یہ ہے کہ دعاء کرنا (پکارنا) خوف ورجا، اعتماد اور بھروسہ صرف اللہ وحدہ کی ذات سے ہو جو شخص ان سے کچھ کو مخلوق کے ساتھ روا رکھتا ہے تو یقیناً اس نے خالق کے ساتھ اس کو تشبیہ دی (یعنی کہ اس کو خالق کے برابر کردیا) جو کہ ناچیز اور بے بس ہے. اپنے نفع اور نقصان، اور موت وحیات کا احساس اور بس نہیں ہے، بلکہ عاجز ہے وہ بھلا اس کے برابر کیسے ہوگا جو کہ مختار کل ہے ہر معاملہ اس کے بس میں ہے، ساری کائنات کا وہ اکیلا کرتا دھرتا ہے اور اس کو صرف اسی کی طرف رجوع ہونا ہے، وہ جو چاہے گا وہی ہوگا، اور جو نہ چاہے گا، نہ ہوگا. جس کو وہ دے کوئی اور روکنے والا نہیں ہے۔ اور جس کو وہ نہ دینا چاہے کوئی دلانے والا نہیں ہے، بلکہ وہ اپنے کسی کے لئے رحمت کا دروازہ کھولنا چاہے تو کوئی بند کرنے والا نہیں ہے، اور اگر اللہ نے کسی سے اپنی رحمت روک دی تو پھر کوئی اس رحمت سے ہم کنار نہیں کر پائے گا، تو بات واضح ہوگئی کہ اس لاچار، اور فقیر کو ایک باقدرت اور بذات خود غنی کو امیر سے تشبیہ دینا سب سے بری تشبیہ ہے۔

☆خصوصیات الٰہی میں سے اس ذات کا ہر لحاظ سے مطلق کمال رکھنا ہے، اور پھر کوئی نقص (عیب) اس کے اندر نہیں ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہر طرح کی عبادت (اور

اطاعت) صرف اسی تنہا ذات کی ہوگی. اور پھر اسی سے مدد مانگی جائے گی، صرف اسی پر توکل کامل کیا جائیگا، اس کی عظمت وبرتری بجالائی جائے گی، اسی سے ڈرنا چاہیئے، مصیبت میں اسی کو پکارا جائیگا، اسی سے امید وابستہ ہوگی، ہر کام میں اسی کی طرف رجوع کیا جائیگا، توبہ واستغفار اسی سے کیئے جائیں گے، حد درجے کی محبت، اور انتہائی انکساری صرف اسی کے لئے بجالائی جائیگی، یہ ساری باتیں (اس ذات بابرکت کے علاوہ) کسی اور سے عقلا نقلا اور شرعا روا نہیں رکھی جائیں گی، درج بالا کاموں میں سے کسی بھی کام کو غیر اللہ سے کوئی روا رکھے گا تو اس نے اس غیر کو تشبیہ دی اس ذات کے ساتھ جس کا نہ کوئی مشابہ ہے اور نہ ہمسر اور شریک ہوسکتا ہے. یہ بڑی نازیبا اور باطل تشبیہ ہے، لہذا اس عمل کے گھناؤنے پن اور سراسر ناانصافی کی وجہ سے اللہ نے اپنے بندوں کو (بڑی وضاحت سے) یہ خبر دی کہ وہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا حالانکہ وہ ذات سراپا رحمت ہے۔

☆خصوصیات الٰہی میں وہ عبودیت ہے جو ان دو قدموں کے بل پر کھڑی ہے، جنکے اور کوئی سہارے نہیں ہیں، اور وہ حد درجے کی محبت اور انتہائی عاجزی اور انکساری ہے، جو کہ کمال درجے کی عبودیت (اطاعت) بھی ہے ان دونوں کی کمی زیادتی سے مخلوق کے درجات میں اونچ نیچ مرتب ہوتی ہے۔

لہذا جس کسی شخص نے اپنی محبت، ذلت اور اطاعت غیر اللہ کے لئے بجالائی تو اس نے اللہ کے حق خالص میں دوسروں کو برابر کیا، اور یہ کام کسی بھی شریعت میں روا

نہیں رکھا جاتا، ساری عقلیں اور طبیعتیں اس کو برا گرداننے میں متفق ہیں، مگر (آگے چل کر) شیطانوں نے انسانی عقلوں میں تبدیلیاں پیدا کی ہیں اور انہیں بگاڑ کے رکھدیا ہے اور اصلیت کو ختم کر دیا، (اس حرکت) سے (ان نیک لوگوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی) جن پر اللہ کی بھلائی اور مہربانی رہی وہ اپنی فطرت اولی پر قائم رہے، ان کی جانب اس نے اپنے رسول بھیجے اور کتابیں بھی نازل کیں جو کہ ان کی عقلوں اور فطرتوں کی مخالف نہیں ہیں، تو اس سے ان کی روشنی اور بڑھی، چنانچہ ارشاد گرامی ہے: ﴿يَهْدِي اللّٰه لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (النور / ۳۵) ترجمہ: اللہ جس کو چاہے اپنی روشنی کی طرف ہدایت ورہنمائی فرماتا ہے.

یہ حقیقت جب واضح ہو چکی ہے تو اللہ کے لئے خاص کئے جانے والے کاموں میں سے اسی کے لئے سجدہ کرنا ہے جس کسی نے غیر اللہ کو سجدہ کیا تو اس نے مخلوق کو اللہ کے برابر کردیا۔

☆خصوصیات الٰہی میں اسی کی ذات پر توکل (بھروسہ) کرنا بھی ہے، جس کسی نے غیر اللہ پر بھروسہ کیا تو اس نے اس غیر کو اللہ کے برابر کردیا۔

☆الٰہی خصوصیات میں سے توبہ ہے، اسی سے توبہ کیا جائے، اگر کسی اور سے توبہ کیا جائے تو تائب نے توبہ قبول کرنے والے اور اس کی طاقت نہ رکھنے والے میں برابری کردی۔

☆خصوصیات الٰہی میں، اللہ کی برتری اور عظمت بجالاتے ہوئے اسی کے نام کی قسم کھانی ہے، کسی اور کے نام کی قسم کھانے والا گویا کہ اس نے دونوں کو برابر کردیا۔

یہ سارے معاملے تو کسی کو اللہ کے برابر کرنے کے سلسلے میں رہا ہے، اب رہی وہ بات جو اللہ سے مشابہت اختیار کرنے کے معاملے میں ہے کہ جو شخص عظیم ہونے کا ڈھونگ رچائے، تکبر کرے (اترائے) اور لوگوں کو اس کی تعظیم بجالانے اور اس کی تعریف کے پل باندھنے (غلو کرنے) کی طرف آمادہ کرے یا اس شخص کی اطاعت اور اس سے امید وابستہ کرنے کی دعوت دے، اور اس سے ڈر، امید، درخواست، اور مدد طلب کرنے کے سلسلے میں دل لگانے کی دعوت دے تو ایسے (کندۂ ناتراش شخص نے) اللہ سے تشبیہ اختیار کی، اور اس (ذات برتر) کی ربوبیت (خلقت وقدرت) الٰہیت (عبادت واطاعت) کے معاملے میں تنازعہ کیا، تو ایسا انسان اس بات کا مستحق ہے کہ اللہ اس کی خوب توہین کرے اور اسکو یکدم گرادے اور اس کے مخلوق کے قدموں تلے اس کو کچل دے

چنانچہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ: اَلْعَظْمَةُ إِزَارِي، وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي، فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا عَذَّبْتُهُ[1]

(۱) امام مسلم، ابوداود، اور ابن ماجہ، رحمہم اللہ نے اس کی روایت کی ہے۔

نہیں رکھا جاتا، ساری عقلیں اور طبیعتیں اس کو برا گردانتے میں متفق ہیں، مگر (آگے چل کر) شیطانوں نے انسانی عقلوں میں تبدیلیاں پیدا کی ہیں اور انہیں بگاڑ کے رکھدیا ہے اور اصلیت کو ختم کردیا، (اس حرکت) سے (ان نیک لوگوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی) جن پر اللہ کی بھلائی اور مہربانی رہی وہ اپنی فطرت اولی پر قائم رہے، ان کی جانب اس نے اپنے رسول بھیجے اور کتابیں بھی نازل کیں جو کہ ان کی عقلوں اور فطرتوں کی مخالف نہیں ہیں، تو اس سے ان کی روشنی اور بڑھی، چنانچہ ارشاد گرامی ہے: ﴿يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (النور / ٣٥) ترجمہ: اللہ جس کو چاہے اپنی روشنی کی طرف ہدایت ورہنمائی فرماتا ہے.

یہ حقیقت جب واضح ہو چکی ہے تو اللہ کے لئے خاص کئے جانے والے کاموں میں سے اسی کے لئے سجدہ کرنا ہے جس کسی نے غیر اللہ کو سجدہ کیا تو اس نے مخلوق کو اللہ کے برابر کردیا ۔

☆خصوصیات الٰہی میں اسی کی ذات پر توکل (بھروسہ) کرنا بھی ہے، جس کسی نے غیر اللہ پر بھروسہ کیا تو اس نے اس غیر کو اللہ کے برابر کردیا۔

☆الٰہی خصوصیات میں سے توبہ ہے، اسی سے توبہ کیا جائے، اگر کسی اور سے توبہ کیا جائے تو تائب نے توبہ قبول کرنے والے اور اس کی طاقت نہ رکھنے والے میں برابری کردی۔

☆خصوصیات الٰہی میں، اللہ کی برتری اور عظمت بجالاتے ہوئے اسی کے نام کی قسم کھانی ہے، کسی اور کے نام کی قسم کھانے والا گویا کہ اس نے دونوں کو برابر کردیا۔

یہ سارے معاملے تو کسی کو اللہ کے برابر کرنے کے سلسلے میں رہا ہے، اب رہی وہ بات جو اللہ سے مشابہت اختیار کرنے کے معاملے میں ہے کہ جو شخص عظیم ہونے کا ڈھونگ رچائے، تکبر کرے (اترائے) اور لوگوں کو اس کی تعظیم بجالانے اور اس کی تعریف کے پل باندھنے (غلو کرنے) کی طرف آمادہ کرے یا اس شخص کی اطاعت اور اس سے امید وابستہ کرنے کی دعوت دے، اور اس سے ڈر، امید، درخواست، اور مدد طلب کرنے کے سلسلے میں دل لگانے کی دعوت دے تو ایسے (کندۂ ناتراش شخص نے) اللہ سے تشبیہ اختیار کی، اور اس (ذات برتر) کی ربوبیت (خلقت وقدرت) الٰہیت (عبادت واطاعت) کے معاملے میں تنازعہ کیا، تو ایسا انسان اس بات کا مستحق ہے کہ اللہ اس کی خوب توہین کرے اور اسکو یکدم گرادے اور اس کے مخلوق کے قدموں تلے اس کو کچل دے

چنانچہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ: اَلْعَظْمَةُ إِزَارِي، وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي، فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا عَذَّبْتُهُ [1] عظمت میری ازار ہے اور کبریاء بڑائی میری چادر ہے جس کسی نے ان دونوں میں سے کسی کو مجھ سے چھینا تو میں

عظمت میری ازار ہے، اور کبریاء بڑائی میری چادر ہے جس کسی نے ان دونوں میں سے کسی کو مجھ سے چھینا تو میں اس کو سزا (عذاب) دونگا۔

(غور کا مقام ہے) کہ ایک مصورا اپنے ہاتھوں سے تصویر بنانے کی وجہ سے روز قیامت تمام لوگوں سے زیادہ دردناک عذاب میں مبتلا ہوگا، کیونکہ اس شخص نے اس طرح کی کاریگری میں اللہ سے مشابہت اختیار کی ہے، تو اس (مجرم کے عذاب) کا کیا اندازہ ہوگا جس نے اللہ کی ربوبیت اور الوہیت میں تشبیہ اختیار کی ہے؟

چنانچہ نبی ﷺ نے ارشاد کیا ہے:

(۱) ''اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَومَ الْقِیَامَةِ الْمُصَوَّرُونَ، یُقَالُ لَهُم أحیُوا مَا خَلَقْتُم''[۱] قیامت کے دن تمام لوگوں سے دردناک (بہت سخت) عذاب میں مصور مبتلا ہونگے، ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو بنایا ہے اس میں جان ڈالو !

(۲) ایک اور صحیح روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَمَنْ أَظْلَمَ مِمَّنْ ذَهَبَ یَخْلُقُ خَلْقًا كَخَلْقِی فَلِیَخْلُقُوا ذَرَّةً[۲] أَوْ لِیَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ لِیَخْلُقُوا شَعِیرَةً''[۳]

اللہ عزوجل نے فرمایا: اس شخص سے بڑھکر اور کون ظالم ہوگا جو میری مخلوق کی مشابہ، اور

---

(۱) حضرت امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۲) حضرت مجدالدین فیروز آبادی نے قاموس (ص ۵۰۶) میں اس کے معنی چھوٹی چیونٹی یا چھوٹا دانہ لکھا ہے۔

(۳) امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے۔

مخلوق پیدا کرنے چلا (اگر اتنا ہی شوق ہو تو) لوگ ذرہ (چیونٹی) پیدا کرکے دکھائیں، یا پھر وہ کوئی دانہ یا جو پیدا کرکے دکھلائیں،

اللہ نے اس مقام پر اس بات سے آگاہ کیا کہ وہ چھوٹی اور ہلکی سی چیز کی خلقت سے عاجز ہیں تو اس سے بڑی اور اونچی چیز کو کیوں کر پیدا کر پائیں گے!۔

یہاں یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ کہ اللہ کی کاریگری میں اپنے آپ کو برابر سمجھنے اور مشابہت اختیار کرنے والے کا یہ حال ہے تو ذرا بتلائیے اس کا کیا حال ہوگا جو اللہ کی ربوبیت (کائنات کی تخلیق) الہیت، قدرت جیسی بڑی چیزوں میں اپنے آپ کو کچھ سمجھ بیٹھا ہو؟! اور اسی طرح اس عظیم نام میں بھی اپنے آپ کو برابر سمجھتا ہو جو کہ اللہ کی ذات بابرکت ہی کے لئے لائق ہے، جیسے شہنشاہ، قاضي القضاة فیصلہ کرنے والوں میں بڑا فیصلہ کرنے والا وغیرہ وغیرہ۔

ایک صحیح حدیث اور ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ: ''إنَّ أَخْنَعَ الأسْمَاءِ عِنْدَاللّٰهِ رَجُلٌ یُسَمَّی بِشَاهَانِ شَاهِ ''أی مَلِكَ الملوكِ: لَامَلِكَ إلّا اللّٰه''[۱]

اللہ کے نزدیک سب سے گھناؤنا نام اس کا ہے جو شہنشاہ پکارا جاتا ہے، اللہ کے سوا کوئی اور بادشاہ نہیں ہے۔

اس ضمن کی ایک اور حدیث ہے:

''أَغْیَظُ رَجُلٍ عَلَی اللّٰهِ: رَجُلٌ یُسَمَّی بِمَلِكِ الأَمْلَاكِ''[۲]

---

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے یہ روایت درج کی ہے۔

(۲) امام مسلم نے اپنی صحیح میں اس کی روایت کی ہے۔

اللہ کوسب سے ناپسندوہ آدمی ہے جوشہنشاہ پکاراجاتا ہے۔

تو یہ اللہ تعالی کی ناراضگی اور غضب (وغصہ) کا حال ہے جس اللہ کے اس نام کے ساتھ اپنے آپ کو برابر رکھا جونام اللہ کے علاوہ کسی اور کے ساتھ لائق ہی نہیں ہے، اوروہ بڑی پاک ذات ہے، تنہا سارے بادشاہوں کا بادشاہ ہے اورتمام حاکموں (آقاؤں) پروہی حکومت کرتا ہے، اوروہی ان کے فیصلے کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

لوگوں نے کما حقه الله کی قدر نہیں کی

ان تمام حقیقتوں سے واقفیت ہوگئی تو اب ایک بڑی بنیادی بات ہے جومعاملے کا بھید کھولتی ہے کہ سب سے بڑا گناہ اللہ کے ہاں اس کے ساتھ گمان بد ہے، کیونکہ اللہ کو برا تصور کرنے والا گویا کہ اس کو اس کے کمال تقدس کے خلاف سمجھا ہے، اوراس نے اس کے عظیم اسماء وصفات کے خلاف گمان رکھا ہے، اسی وجہ سے اللہ نے اس کے ساتھ بدظنی رکھنے والوں کو وہ وعید (دھمکی) سنائی ہے جودوسروں کونہیں سنائی، چنانچہ فرمان الہی ہے:

﴿ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضَبَ اللّهِ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُم وَأَعَدَّ لَهُم جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴾ (سورة الفتح / ٦)

ان پر برائی کا پھیرا ہے، اللہ ان سے ناراض (غضب ناک) ہوا اور انہیں رحمت سے دور کیا، اور انکے لئے دوزخ تیار رکھا ہے، اوروہ براٹھکانا ہے۔

اللہ نے اسکی صفتوں میں سے کسی صفت کے منکر کے بارے میں یوں فرمایا:

﴿وذَلِكُمْ ظَنُّكُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴾(فصلت/ ٢٣)

ترجمہ: اوروہ تمہارا گمان ہے جوکہ تم نے اپنے رب کے بارے میں کیا ہے اس نے تم کو ہلاک کیا اور پھرتم نقصان اٹھانے والوں میں ہوگئے۔

اللہ تعالی نے اپنے دوست ابرہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے کہ انہوں

ے اپنی قوم سے کہا: ﴿مَاذَا تَعْبُدُونَ أإفْكاً آلِهَةً دُونَ اللّٰهِ تُرِيْدُونَ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ (سوره صافات / ۸۵ ۔ ۸۷)

ترجمہ: تم کس کی عبادت کرر ہے ہو، کیا اللہ کے علاوہ کسی معبود باطل کو چاہتے ہو، اور پھر تمہارا سارے جہانوں کے رب کے بارے میں کیا خیال ہے؟

۔۔یعنی جب تم اللہ کے ہاں پہنچو گے تو کیسی جزاء کی توقع ہوگی جب کہ تم نے غیر اللہ کی عبادت کی ہے،

۔۔یعنی اس کے علاوہ کسی اور کی اطاعت وعبادت میں لگے رہے؟

۔۔اور تم لوگوں نے آخر کیا سوچ کر اللہ کے ساتھ کسی اور کی بھی عبادت وطاعت کے ذریعہ (شرک) کیا ہے؟

۔۔کیا اس کے اُسماء وصفات وربوبیت (خلقت وتدبیر) میں کوئی کمی تھی کہ کسی اور کی الہیت وعبودیت کی ضرورت پیش آئی؟!

اور اگر تم نے اس کے بارے میں یہ سوچ رکھا ہے کہ وہ (کائنات کی) تمام چیزوں سے واقف ہے، اور ہر چیز (خلقت وتدبیر) پر قدرت رکھنے والا ہے (اور اس معاملے میں) وہ کسی اور کا محتاج نہیں ہے۔ اور وہ اپنی مخلوق کے ساتھ انصاف کرنے والا ہے۔

اور اللہ اپنی مخلوق کی حاجت روائی میں اکیلا ہے، اور کوئی اس کا شریک نہیں ہے

کائنات کی کوئی چیز اس سے ڈھکی چھپی نہیں ہے اور وہی ذات ساری کائنات کا کرتا دھرتا ہے، کسی اور مددگار کا وہ محتاج نہیں ہے، رحمت نازل کرنے میں بھی وہ تنہا ہے اس سلسلے میں اسکا اور کوئی ہاتھ بٹانے والا نہیں ہے۔

اس طرح یہ مخلوق کی حالت سے بالکل جداگانہ ہے چاہے وہ نوکر ہو یا آقا، وہ سب کے سب محتاج ہیں ایسی ذات کے جو عوام کے حالات اور ضرورتوں سے واقف ہو، اور پھر ان کی حاجت روائی میں وہ انکی مدد کرے، اور اسی طرح (کائنات کا ہر فرد) محتاج ہے ایسی ذات کا جو انکے حالات پر رحم فرمائے اور سفارش وغیرہ کے ذریعہ ان کا دل رکھے

لہذا ساری مخلوق حاجت روائی، کمزوری، بے بسی، اور لاچاری میں مددگاروں کی محتاج ہے (۱)

---

(۱) حضرت امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز تصنیف: '' الواسطہ بین الحق والخلق: یعنی معبود حق اور مخلوق کے درمیان واسطہ (مددگار، ص ۱۷۔۱۹) میں بادشاہوں اور عام لوگوں کے درمیان تین طرح کے واسطے (مددگار) بیان کئے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے :

(۱) لوگوں کے حالات بادشاہوں کو معلوم کرائے جائیں جن سے وہ ناواقف ہیں، لہذا جس کسی نے یہ کہا کہ اللہ اپنے بندوں کے حالات سے ناواقف ہے جب تک کہ چند فرشتے اور انبیاء اللہ کو مطلع نہ کریں تو وہ کافر ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ اندر کی باتیں بھی جانتا ہے، آسمانوں اور زمینوں میں کوئی چیز اس سے مخفی نہیں ہے اور وہ خوب سننے والا اور بڑا دیکھنے والا ہے۔ وہ ذات تو مختلف زبانوں میں طرح طرح کی حاجتوں کے لئے آوازوں کا شور سنتا ہے، ہر ایک کی وہ سنتا ہے مسائل کی کثرت (وپیچیدگیاں) اس کو حیران کرنے والی نہیں ہیں۔ اور نہ ہی وہ اصرار کرنے والوں کے اصرار سے تنگ ہوتا ہے۔

(۲) کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بادشاہ اپنی رعیت کا نظام چلانے اور دشمنوں کے مدافعت کے معاملے میں عاجز آتا ہے اور اس کام کو پورا کرنے کے لئے مددگاروں کا محتاج ہے کہ کوئی اس کی مدد کرے؟ تو ان حالات میں وہ چند مددگار، اور ہاتھ بٹانے والوں کا محتاج ہے مگر اللہ تعالی کسی مددگار یا پشت پناہ کا کبھی ضرورت مند نہیں ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللّٰه لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَالَهُم فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَالَه مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيْر﴾ اے محمد ﷺ آپ ان سے کہئے کے تم بلاؤ ان کو جن کو اللہ کے سواء معبود ہونے کا دعوی کیا ہے (درحقیقت) وہ تو زمینوں اور آسمانوں میں ذرہ برابر اختیار نہیں رکھتے ہیں اور نہ ان کا کوئی مددگار ہے، کائنات کی ہر چیز کا وہ خالق، رب اور مالک ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں اور سب اس کے محتاج ہیں، دنیا کے تمام بادشاہ اپنے مددگاروں کے محتاج ہیں اور وہ حقیقت میں ملک کی کاروائی میں اس کے شریک کار ہیں، اور اللہ کی سلطنت میں کوئی اس کا شریک کار نہیں ہے، سارے ملک اور تمام تعریفیں اسی کی ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (یعنی ہر چیز اس کے بس میں ہے)۔

(۳) (دنیا میں ایسا ہوتا ہے کہ) کوئی بادشاہ اپنی رعایا کے نفع اور ان کے ساتھ احسان اور ان پر رحم کے سلسلے میں اس کے ارادے کا دخل نہیں ہے، بلکہ کوئی اور اس کو حرکت میں لاتا ہے (ملک کی کاروائی میں ہاتھ بٹاتا ہے)۔

ملک کا نظام چلانے اور رعایا کی حاجت روائی میں وہ اس وقت تک حرکت میں نہیں آتا جب تک کہ بادشاہ کا مشیر کار اور ماتحت اس کی طرف توجہ نہ دلائے. اس عمل میں یا تو اس کے خیر خواہ اور پند گو کی بات کا اثر ہے، یا پھر اس سلسلے میں اس کے خیر خواہ (نشان دہی کرنے والے کی) خواہش یا ناراضگی کا دخل ہے۔

(اس کے برعکس) اللہ تو ہر چیز کا خالق و مالک (کرتا دھرتا) ہے کسی بچے پر اس کی ماں کی جو ممتا (شفقت) ہوگی اللہ اپنے بندے پر اس سے بھی زیادہ شفقت رکھتا ہے، کائنات کی تمام چیزیں اس کے ارادے (اور چاہت) کے تابع ہیں، وہ جو چاہے گا وہی ہوگا اور جو نہ چاہے نہ ہو، کوئی بندہ کسی بندے پر مہربان، دعا گو، اور نافع نہیں ہوگا جب تک کہ اللہ اس نفع کا ارادہ اپنے بندوں کے دل میں نہ ڈالے...

امام احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے (اسی کتاب کے ص ۱۴۲ میں) قلمبند کیا ہے کہ جو شخص فرشتے اور انبیاء کو مددگار بنا۔ اور انہیں پکارے یا ان پر اعتماد کرے اور ان سے نفع طلب کرے اور نقصان دور کرنے کی درخواست کرے بر سبیل مثال ان۔ گناہوں کی مغفرت، دلوں کی ہدایت، مصیبتوں (اور بلاؤں کو) ٹالنے اور رزق دینے کی درخواست کرے تو وہ شخص کافر ہے اس بات پر امت مسلمہ کا اجماع ہے !

اللہ کو تمام چیزوں پر قدرت ہے، ہر چیز سے وہ بذات خود بے نیاز ہے، ہر چیز سے باخبر ہے، رحمان ورحیم ہے اس کے رحم وکرم کا سایہ ہر چیز پر ہے، تو ایسی نرالی ذات کے ساتھ انسانوں کو مددگار اور سفارشی بنانا ربوبیت الٰہی، والوہیت عظیمہ اور توحید کی شان کے خلاف ہے، اور اس کے ساتھ بدگمانی ہے، اور یہ ممکن نہیں کہ وہ اپنے بندوں کے لئے روا رکھے، نہ فطرت اس کو تسلیم کرتی ہے اور نہ عقل اس کو مانتی ہے بلکہ عقل سلیم والے اس کو بہت برا مانتے ہیں. اس امر کی وضاحت یوں کی گئی ہے کہ عابد اپنے معبود کی بڑی تعظیم بجالاتا ہے، اور اس کی بڑائی تسلیم کرتا ہے، اس کے سامنے عاجزی کرتا ہے اور اپنے آپکو اس پر نچھاور کرتا ہے اور (انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ) رب تعالی کی ذات ہی، کمال تعظیم، شان وشوکت والی ہے، عاجزی وانکساری اسی کے لئے کی جائے، اور یہ اس کا حق خالص ہے (کسی اور کو یہ حق ہرگز حاصل نہیں ہے)۔

ظلم کی انتہاء ہے کہ وہ حقوق کسی اور کو دئے جائیں اللہ اور غیر (دوسروں) کو آپس میں ایک کیا جائے، چہ جائیکہ اس کے بندے کو اس کے برابر کیا جائے، چنانچہ ارشاد باری ہے:

﴿ضَرَبَ لَكُم مَّثَلًا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ هَل لَكُمْ مِنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنْتُمْ فِيه سَوَاءٌ، تَخَافُونَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ، كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾ (۱)

---

(۱) سورۃ روم / ۲۸، آیت کا ترجمہ علامہ شیخ محمد جونا گڑھی رحمہ اللہ کا ہے۔

ترجمہ: اللہ تعالی نے تمہارے لئے ایک مثال خود تمہاری ہی بیان فرمائی جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے، کیا اس میں تمہارے غلاموں میں سے بھی کوئی تمہارا شریک ہے؟ کہ تم اور وہ اس میں برابر درجے کے ہو؟ اور تم ان کا ایسا خطرہ رکھتے ہو جیسا خود اپنوں کا، ہم عقل رکھنے والوں کے لئے اسی طرح کھول کھول کر آیتیں بیان کر دیتے ہیں۔

اس کا مطلب ہے کہ آپ میں سے کوئی اس بات کو پسند نہیں کرتا ہے کہ اس کا غلام رزق میں برابر کا شریک ہو؟ (تو سوالِ رحمان ہے) کہ تم میرے بندوں کو میرے شریک بناتے ہو اور خاص کر اس الوہیت میں جو صرف میرے لئے خاص ہے؟ !اور میرے سوا نہ کسی کو وہ راس آسکتی ہے اور نہ کسی کی مجال ہے کہ وہ الہ بن سکے!

تو اب جس کسی نے اس بات کا دعوی کیا (۱) تو اس نے گویا کہ میری قدر نہیں کی اور نہ ہی میرے شایانِ شان میری عظمت (بڑائی) کی، میری جو انفرادیت میری اپنی مخلوق کے علاوہ ہے مجھے وہ عطا نہیں کی۔

نتیجہ یہ ہوا کہ جس نے اللہ کے ساتھ کسی اور کی بھی عبادت کی تو اس نے اللہ کی قدر نہیں کی جتنی کہ کرنی چاہئے، اس سلسلے میں ارشاد گرامی ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَه ، إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوا لَه وَ إِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴾ (الحج ۷۳-۷۴).

(۱) یعنی الوہیت، معبودیت کو غیر اللہ کے لئے جائز ہونے کا دعوی کرے۔

ترجمہ: لوگو! ایک مثال بیان کی جا رہی ہے، ذرا کان لگا کر سن لو اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے رہے ہو وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کر سکتے گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے، بڑا کمزور ہے طلب کرنے والا، اور بڑا کمزور ہے جس سے طلب کیا جا رہا ہے (۱)

(۱) یہ ترجمہ احسن البیان سے تھوڑے تصرف کے ساتھ ماخوذ ہے۔

اللہ کی شایان شان قدر نہیں کی

جس کسی نے اس کے ساتھ کسی اور کی عبادت کی جو کہ کمزور سے کمزور اور چھوٹی سے چھوٹی مخلوق کے (بنانے) پیدا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے، اور اگر مکھی اس پر رکھی ہوئی چیز کو اڑا لی تو اس کو حاصل کرنا بھی اسکے بس میں نہیں ہے، چنانچہ ارشاد گرامی ہے ﴿ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعاً قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴾ (۱)

اور انھوں نے اللہ کی پوری طرح قدر نہیں کی، ساری زمین (کائنات) بروز قیامت اسی کے قابو میں ہوگی اور تمام آسمان اسکے دائیں ہاتھ میں سمٹے ہونگے، بڑا پاک اور برتر ہے وہ جس سے کہ لوگ اس کو شریک کر رہے ہیں!

ایسی عظیم اور اونچی ذات کے ساتھ ایک لاچار اور مجبور کو شریک بنا کر لوگوں نے اللہ کی بڑی بے قدری کی، کس قدر بے بس اور کمزور ہے یہ انسان، ایسے حقیر اور فقیر کو اللہ کا شریک بنا کر بے پناہ طاقت اور قدرت رکھنے والے کی کوئی قدر نہیں کی ہے!

اللہ تعالی کی کما حقہ قدر نہیں کی ہر اس شخص نے جس نے کہا کہ اس نے اپنی مخلوق کے ہاں کسی رسول کو نہیں بھیجا، اور نہ ہی کوئی کتاب آسمان سے اتارا، بلکہ اس کی جانب نامناسب بات منسوب کی، حالانکہ اس کے بارے میں (یہ سوچنا) مناسب نہیں ہے کہ وہ

(۱) سورۃ زمر، آیت ، ۶۷

اپنی مخلوق سے لاپرواہی برتتا ہے، انہیں یونہی چھوڑ دیتا ہے اور انہیں بلا مقصد اور بیکار بنا دیتا ہے۔

اور اس رب کی قدر ہی نہیں کی ہر اس شخص نے جس نے اس کے اسمائے حسنی اور صفات علیا کا انکار کیا اس کے سننے، دیکھنے، ارادے اور اختیار، اور تمام مخلوق پر اللہ کی برتری، اس کے کلام (گفتگو) جیسا چاہے، جس سے چاہے کرنے کے حقائق کا انکار کیا، یا عام قدرت کا انکار کیا اور اس تعلق کا انکار کیا جو قدرت کو اللہ کے بندوں کے افعال کے ساتھ ہے جیسے ان کی اطاعت اور نافرمانی، اور انھیں اس کی قدرت، مشیت دونوں سے بے دخل کر دیا۔

گویا کہ بندے کی اس حرکت نے یہ ثابت کر دیا کہ لوگ اپنے لئے (اپنی ضرورت کی چیزیں) پیدا کر لیتے ہیں، رب کی مشیت کا کوئی دخل نہیں ہے، وہ کچھ نہیں چاہتا ہے، یا وہ جو چاہتا ہے وہ ہوتا نہیں ہے اس طرح مجوسیوں کی سی باتوں سے اللہ تبارک وتعالی کی ذات بہت بلند وبالا ہے۔

☆ اس نے بھی اللہ کی کما حقہ قدر نہیں کی جس نے یوں کہا کہ اللہ اپنے بندے کو بغیر کسی جرم وخطا کے سزا دیتا ہے، اس پر بندہ لاچار و مجبور ہے، اور اللہ ہی کا یہ تصرف ہے کیوں کہ وہی اپنے بندے کو سزا دیتا ہے اس کے ایسے عمل پر جس کے علاوہ اس کا کوئی اور چارۂ کار نہیں ہے (بلکہ بندہ یہ کام کرنے پر مجبور ہے). اللہ کا انسان کو عمل پر مجبور کرنا تو ایک

مخلوق کا دوسرے مخلوق کو مجبور کرنے سے بھی بھاری ہے. یہ بات نامعقول اور غیر فطری ہے کہ کوئی آقا اپنے نوکر کو ایک کام کرنے پر مجبور کرے اور پھر اس کو سزا دے (ذرا سوچئے) تو سہی کہ یہ بات کتنی بری ہے، اگر ایسا ہے تو سب سے بڑا انصاف کرنے والے، فیصلہ کرنے والوں میں سب سے راست فیصلہ کرنے والا، رحم کرنے والوں میں نہایت رحم وکرم والے رب سے کیسے توقع رکھی جائے گی کہ وہ بندے کو کسی کام پر مجبور کرے اور اس کو کوئی اختیار ہی نہ ہو اور نہ اس میں اس کے ارادے کا دخل ہو، بسا اوقات اس نے وہ کام کیا ہی نہ ہو اور پھر اس بندے کو وہ سخت سے سخت سزا دے، (توبہ رے توبہ) اللہ اس بات سے نہایت بلند وبالا ہے، اور ایسا گمان رکھنے والوں کے یہ خیالات مجوسیوں کے اقوال (الزامات) سے بدتر ہیں. ایسا کہنے والی جماعتوں نے اللہ کی کما حقہ قدر نہیں کی ہے۔

اس نے بھی اللہ کی قدر پوری طرح نہیں کی جس کسی نے گندگی اور نازیبا امر و حرکت سے اپنے رب کو دور نہیں رکھا، نامناسب جگہ میں اس کا چرچا کرتا رہا اور اللہ کے مستوی علی عرش ہونے کی حقیقت سے کنارہ کشی کی جبکہ ارشاد گرامی حقیقت استواء عرش کی عکاسی کر رہا ہے: ﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾ (فاطر، ۱۰)، تمام تر ستھرے کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک عمل ان کو بلند کرتا ہے۔

اور تمام فرشتے اور روح (حضرت جبرئیل علیہ السلام) اس کی طرف جاتے ہیں اور اسی کے ہاں نازل ہوتے رہتے ہیں، ﴿يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ﴾ (السجدہ، ۵) وہ آسمان سے لیکر زمین تک (ہر) کام کی تدبیر کرتا ہے اور پھر وہ کام اس کی طرف پہنچ جاتا ہے۔

اس طرح (ناقدرے) نے اس ذات (بابرکت) کو بساط ملک پر مستوی ہونے سے دور رکھا، اور پھر اس کو ہر اس جگہ رکھا جس سے انسان کی طبیعت گھن کھاتی ہے، ارے انسان تو درکنار بلکہ جانور بھی ایسی جگہ رہنا پسند نہیں کرتے!

اور ہر اس شخص نے بھی اس کی کما حقہ قدر نہیں کی جس کسی نے اللہ کی محبت، رحمت، رأفت، رضامندی، غضب اور انتقام سے انکار کیا اور نہ ہی اس نے قدر کی جس نے حکمت الٰہی کی حقیقت سے روگردانی کی، جو کہ رب کی کارکردگی میں اس کے پسندیدہ مقاصد میں سے ہے۔

اور اللہ کی قدر نہیں کی اس نے جس نے اس کے فعل ہی کی نفی کی، اور اس کو بے اختیار بنادیا، بلکہ (اس قصور کی جرأت کی) کہ رب کے افعال اس کی ذات سے جدا ہیں، تو اسطرح: اس کی نقل وحرکت، عرش پر مستوی ہونے، مقام طور کے آغوش میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہونے، اور روز قیامت اپنے بندوں کے بارے میں فیصلے کے لئے آنے جیسے باکمال حقائق ثابتہ وموکدہ سے اللہ کو باز رکھا، اور اس پر طرہ یہ کہ انہوں نے

اسی (ناقدری) کو قدر دانی سمجھ رکھی۔

اسی طرح اپنے رب (سبحانہ وتعالی) کی کما حقہ قدر نہیں کی اس نے جس نے اس کے لئے بیوی یا بچہ مقرر کیا، یا اللہ کو اس کے مخلوقات میں حلول (سمانے) کو جائز سمجھا، اور پھر وحدۃ الوجود کا تصور کیا۔

اور اسی طرح اس ذات کی شایان شان قدر نہیں کی ہر اس شخص نے جس نے یہ کہا کہ اس (اللہ) نے دشمنان رسول ﷺ اور انکے خاندان کا مقام اونچا رکھا، اور ان کی شہرت (ذکر) کو بلند وبالا کیا، اور سلطنت وخلافت، شان وشوکت کو انہیں کے سپرد کیا اور پھر رسول ﷺ کے خاص دوست اور اہل بیت کا مقام نیچا کیا اور انہیں ذلیل کیا اور ان کی توہین کی اور انہیں ہر مقام پر ذلت وپستی میں ڈالا!

بھائیو! اس طرح کی حرکت جس نے بھی کی اللہ کی شان میں انتہا درجے کی گستاخی (اور ناقدری) کی، ان باتوں سے اللہ کی ذات اور شان بے حد بلند وبالا ہے،

رب العالمین کے سلسلے میں یہود ونصاری سے یہ بات اخذ کی گئی ہے کہ اس ذات نے ایک ظالم بادشاہ کو دنیا میں بھیجا جس نے اپنے لئے نبوت کا دعوی کیا، اور اللہ کی جانب سے اس نے جھوٹ کہا (اتنا ہی نہیں بلکہ) سدا اللہ پر جھوٹ کہتے ہوئے ایک لمبی مدت گذاری ہے۔

وہ کہتا ہے کہ اللہ نے یوں کہا، اور یوں حکم دیا اور اس بات سے منع کیا۔ اور پھر وہ

رسول اگلے انبیاء ورسولوں کی شریعت کو منسوخ (کالعدم) قرار دیتا ہے، اور پھر وہ اپنے متبعین (پیروکار) کے خون، مال اور آبرو کو حلال سمجھتا ہے۔

اور وہ رسول یہ دعوی (بھی) کرتا ہے کہ اللہ نے میرے لئے وہ (چیزیں) مباح قرار دی ہیں اور پھر رب العزت کی ذات بابرکت نے اس کی تائید کی اور اس کو نمایاں اور بلند وبرتر بنایا ہے اور اس رسول کی بڑی عزت کرتا ہے اور اس کی مرادیں پوری کرتا ہے، اور اس کے مخالفین پر اس کو قوی (زور آور) بناتا ہے اور اس کی صداقت پر دلائل قائم کرتا ہے، اور اس کے ہر مخالف پر اس کو غالب کرتا ہے اس طرح وہ اس کے قول، فعل، تقریر (اثبات) کی تصدیق کرتا ہے اور اس کے سچے ہونے کے دلائل دن بدن واضح کرتا جاتا ہے۔

یہ بات خوب واضح ہوگئی کہ انکے خیالات کے دامن میں اللہ رب العزت کی ذات بابرکت، اس کے علم، حکمت، اور رحمت اور ربوبیت (خلقت) پر زبردست چوٹ اور بڑے درجہ کی طعنہ زنی ہے، منکرین کی اس بات (چیت) سے اللہ تعالی پاک اور بلند وبالا ہے۔ آیئے ان کی اس حرکت اور ان کے چٹے بٹے، یا ہم برادر رافضہ کے درمیان موازنہ فرمایئے تو ان دونوں کے عمل شاعر کے درج ذیل قول کے مصداق ہوں گے:

رضیعَی لبان ثدی أمّ تحالفا   بأسحم داج عَوضُ لا نتفرق

ایک ہی ماں سے دودھ پینے والے دو شیر خوار ہیں جنہوں نے آپس میں قسم کھائی ہو کہ

ہم کبھی جدا نہ ہونگے۔

اور اسی طرح اس کی قدر جیسی کرنی تھی نہیں کی ہر اس شخص نے جس نے یہ کہا کہ وہ ذات اپنے اولیاء کو اور ان کو جو پل بھر اس کی نافرمانی نہ کریں کو عذاب دے دوزخ میں ڈالے اور اپنے دشمن اور منکرین کو آرام وراحت کا سامان مہیا کرے اور انہیں جنت نعیم میں رکھے یہ دونوں معاملے اس کے لئے برابر ہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اس کے خلاف کرنے کی خبر صادق ہم تک پہنچی ہے اور اللہ نے اس امر کی بڑی سختی سے تردید کی ہے اور ایسے حکم کو بدترین احکام میں شمار کیا ہے، چنانچہ ارشاد گرامی ہے:

﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا، وذلك ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا، فَوَيْلُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمنوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِى الأرضِ، أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ﴾ (سورة ص آيت ۲۷ ـ ۲۸).

ترجمہ: اور ہم نے آسمان وزمین اور انکے درمیان کی چیزوں کو ناحق بیکار نہیں پیدا کیا یہ گمان تو کافروں کا ہے، اور کافروں کیلئے دوزخ کی ویل (وادی) ہے۔

کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے برابر کردیں گے جو ہمیشہ زمین میں فساد مچاتے رہے، یا پرہیزگاروں کو بدکاروں جیسا کردیں گے؟

۲۔ ونیز درج ذیل ارشاد گرامی ملاحظہ فرمائیے:

﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نجعلهم كَالَّذِينَ آمنوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَا هُم وَمَمَاتُهم سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِيُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾ (سورة الجاثية ۲۱ـ۲۲)

ترجمہ: کیا ان لوگوں کا جو برے کام کرتے ہیں یہ گمان ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں جیسا کردیں گے جو ایمان لے آئے اور نیک کام کئے کہ ان کا مرنا جینا یکساں ہوجائے، برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کررہے ہیں اور آسمانوں اور زمین کو اللہ نے بہت ہی عدل کے ساتھ پیدا کیا ہے تاکہ ہر شخص کو اس کے کئے گئے کام کا پورا بدلہ دیا جائے اور ان پر ظلم نہ کیا جائے۔

اور پھر اللہ تعالی نے یہ بھی ارشاد فرمایا: ﴿أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ، مَا لَكُمْ كَيفَ تَحْكُمُونَ﴾ (القلم، آیت ۳۵ـ۳۶)

ترجمہ: کیا مسلمانوں کو مجرمین کی طرح بنادیں گے، کیا ہو گیا تمہیں کیسا فیصلہ کررہے ہو؟

☆ اللہ کی کما حقہ قدر نہیں کی جس نے یہ دعوی کیا کہ اللہ مردوں کو زندہ کرے گا اور نہ ہی قبر والوں کو زندہ اٹھائے گا اور اپنی مخلوق کو روز حشر جمع نہیں کریگا جس میں نیکوکار کو اچھا اور بدکار کو برا بدلہ دیا جائے گا، اور اسی دن ظالم سے ظلم کا حق لیا جائے گا، اور اللہ کی رضامندی کی خاطر اس دنیا میں تکلیفیں برداشت کرنے والے کو وہاں اچھی جزاء دی جائے گی، اور وہ مخلوق کو ان حقائق سے واضح کردے گا جس کے بارے میں اختلاف

کرتے ہیں اور کافروں (منکروں) کو (بخوبی) معلوم کرادے گا کہ وہ اس کو جھٹلاتے رہے ہیں۔

☆ اللہ کی پوری طرح قدر نہیں کی جس نے اس کے حکم اور قدرت کو ہیچ سمجھ پھر اس کی نافرمانی کی، اس کی منع کردہ چیز کی پرواہ نہیں کی اور اس میں ملوث ہوگیا، اور اس کے حق کو حقیر جانا اور اس کو ضائع کیا، ذکر الٰہی کو معمولی سمجھا اور اس سے غفلت برتی اور ترک کردیا۔

اللہ کی رضا مندی پر اس نے اپنی نفسانی خواہش کو ترجیح دی اور پھر مخلوق کی اطاعت اطاعت الٰہی سے اہم رہی۔ اس کے دل اور ہر کام میں اللہ کو برتری حاصل ہے مگر اور کوئی اس کے ہاں مقدم ہے کیونکہ اس کے ہاں وہی اہم ہے، اس شخص پر نظر اور اطلاع (واقفیت) کو حقیر جانتا ہے جبکہ وہ شخص اللہ ہی کی قبضۂ قدرت میں ہے اور اس کی پیشانی اس کے ہاتھ میں جکڑی ہوئی ہے، اور پھر اپنے دل وجان سے مخلوق کی نظر اور اس کے حالات سے آگہی کی عظمت بجالاتا ہے اللہ سے شرم کرنے کے بجائے لوگ سے شرم کرتا ہے، بلکہ لوگوں سے ڈرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا نہیں ہے!

مخلوق کے ساتھ اس کا سلوک اور برتاؤ بڑے بھلے انداز میں ہوتا ہے اور اللہ کے ساتھ نہایت معمولی اور حقارت آمیز حرکت کرتا ہے۔ اپنے پسندیدہ انسان کی خدمت خوشی، لگن اور حسین پیرائے میں انجام دیتا ہے، اپنے دل و دماغ، اعضاء و جوارح (ہاتھ پیر

سارا جسم) اس کیلئے نچھاور کرتا ہے، اپنی بہت ساری مصلحتوں پر اس کو ترجیح دیتا ہے اور اگر تقدیر کے سہارے اللہ کے حق میں کوئی کام کرتا ہے تو ایسا کہ کوئی انسان کسی انسان کے لئے روا نہ رکھے۔ اور پھر اس کیلئے خرچ کا مسئلہ پیش آتا ہے تو ایسا کہ اپنے دوست کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہوئے وہ شرمائے گا (اب آپ ہی بتایئے) کہ کیا اس (کندۂ ناتراش) نے اللہ کی کما حقہ قدر کی جیسی کہ کرنی تھی؟!

☆ کیا اس شخص نے اللہ کی حق قدر بجالائی جس نے اللہ کے حق خالص بزرگی برائی، اطاعت وانکساری، بیم ورجا میں اس کے دشمن کو حصہ دار بنادیا؟

اگر اس کے قریبی (پسندیدہ) مخلوق کو اسکا شریک بنایا جائے تو یہ بے جا دخل اندازی اور اسکے حق خالص پر زیادتی ہے، شرک کے ساتھ ساتھ اس ذات بابرکت کی توہین بھی ہے، بڑا بے جا عمل ہے اور شان الٰہی کے بالکل خلاف ہے!

(رہی یہ بات، اب آگے ذرا سوچئے) اگر ایسے شخص کو اللہ کا شریک کار بنایا جائے جو بدترین (گیا گزرا) مخلوق ہے اللہ کی نظر میں گرا ہوا اور اس کی انتہائی غضب کا شکار ہے ایسا کہ وہ بھی حقیقی دشمن ہے (تو یہ کام کیسا ہے)؟ اور وہ شیطان ہی ہے جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَ يَوْمَ نَحْشُرُهُم جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰئِكَةِ أَهٰؤُلَاءِ إِيَّاكُم كَانُوا يَعْبُدُونَ. قَالُوا سُبحَانَكَ أَنتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِم، بَل كَانُوا يَعْبُدُونَ

الْجِنَّ أَكْثَرُهُم بِهِم مُؤْمِنُونَ﴾ (سورۃ سبأ ، ۴۰۔۴۱) اوران سب کو اللہ اس دن جمع کر کے فرشتوں سے دریافت فرمائے گا کہ یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے. وہ کہیں گے تیری ذات پاک ہے اور ہمارا ولی تو تو ہے نہ کہ یہ بلکہ یہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے، ان میں کے اکثر (و بیشتر) کا انہیں پر ایمان تھا۔

پس شیطان مشرک اپنی عبادت کا حکم دیتا ہے اور پھر اس کو وہم میں مبتلا کرتا ہے کہ وہی فرشتہ ہے بالکل اسی طرح سورج، چاند اور ستاروں کے پرستار یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ اس کی نہیں بلکہ ان کی روحانی طاقتوں کی پرستش کرتے ہیں اور وہی طاقتیں ان سے ہم کلام ہوتی ہیں، اور انکی حاجات روائی بھی کرتی رہتی ہیں، لہذا جب کبھی سورج طلوع ہوتا ہے تو شیطان اس کے اطراف اپنے سینگ رکھتا ہے، اور کافر اس وقت سجدہ ریز ہو جاتا ہے گویا کہ سجدہ شیطان کے لئے ہے اور یہی حال وقت غروب کا بھی ہے، اور یہی حال اس کا ہے جس نے عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کی عبادت کی، تو اس نے بھی شیطان ہی کی عبادت کی. ان دونوں کی نہیں کی، کیونکہ وہ یہ دعوی کرتا ہے کہ وہ عبادت کریگا ہر اس جو اس کی اپنی اور اپنے ماں کی عبادت کا حکم دے اور وہ اس عبادت سے راضی بھی ہو جائے تو یہی شیطان رجیم (مردود) کا عمل (اور وسوسہ) ہے، نہ اس نے اللہ کی اور نہ اس کے رسول کی اطاعت کی، لہذا یہ عمل ہو بہو اللہ کے اس ارشاد کے مطابق ہے:

﴿أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُ

مبينٌ، وَأَنِ اعْبُدُونِي هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ﴾ (سورۃ یس، آیت ۶۰۔۶۱)۔ اے اولاد آدم کیا میں نے تم سے عہد و پیمان (قول قرار) نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے. اور میری ہی عبادت کرنا اور یہی سیدھی راہ ہے۔

اللہ کو چھوڑ کر انسان نے جس کسی کی بھی عبادت کی ہو (چاہے وہ معبود کسی بھی مرتبے کا ہو) تو یہ عبادت دراصل شیطان ہی کی ہے، تو اس طرح عابد معبود سے اپنی غرض پوری کرنے میں مزے لے رہا ہے، اور معبود اپنے عابد سے تعظیم کرانے اور اللہ کے ساتھ شرک بجالانے والے عمل سے مسرور ہے جو کہ شیطان کی اصلی خوشی اور فرط مسرت والی بات ہے۔

لہذا اللہ تعالی نے ارشاد کیا ہے:

﴿يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُم مِّنَ الْإِنْسِ﴾

اور اس دن جمع کرے گا ان سب کو (اور کہے گا) اے جنوں کی جماعت تم سب نے انسانوں پر بڑی زیادتی کی ہے، یعنی انہیں بھٹکانے اور گمراہ کرنے کا کام خوب کیا ہے۔

﴿وَقَالَ أَوْلِيَاؤُهُم مِّنَ الْإِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَا أَجَلَنَا الَّذِي أَجَّلْتَ لَنَا، قَالَ: النَّارُ مَثْوَاكُمْ خَالِدِينَ فِيهَا إِلَّا مَا شَاءَ اللهُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ﴾ (الأنعام ۱۲۸)۔

انسانوں میں ان کے ذمہ دار کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کیا اور ہم ایک مقرر میعاد تک پہونچ گئے جو تو نے ہمارے لئے مقرر کی تھی، اللہ فرمائے گا کہ تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے جس میں ہمیشہ رہو گے سوائے ان کے جن کو اللہ نے مستثنی کیا بے شک آپ کا پروردگا بڑی حکمت اور بڑا علم والا ہے۔

اس بات چیت میں اس راز کی عمدہ طریقے سے نشاندہی کی گئی ہے جس کی بدولت (یہ معلوم ہوتا ہے کہ) اللہ کے ہاں شرک سب بڑے گناہوں میں بھاری ہے اور وہ اللہ سے توبۂ (خالص) کے بغیر بخشا نہیں جائے گا اور وہ عذاب دائم کا موجب ہے، اس کی حرمت وقباحت کی حد اللہ کے منع کرنے پر محدود نہیں ہے بلکہ یہ ناممکن ہے کہ اللہ بندوں کو کسی اور کی عبادت جائز قرار دے، بالکل اسی طرح کہ وہ کسی ایسی چیز کو روا رکھے جو اس کے صفات کمال، شان وشوکت اور دبدبے کے خلاف ہو، اگر ایسی بات ہے تو یہ کیسے تصور کیا جائے گا کہ ربوبیت (خلق وتدبیر) الوہیت (عبادت واطاعت) عظمت وجلال (شان وشوکت) میں تنہا ذات کسی اور کی شرکت کی اجازت دے، یا اس سے راضی ہو۔ اللہ تبارک وتعالی کی ذات اس سے بہت بلند وبالا ہے۔۔

،،،،، وآخر دعواهم أن الحمد لله رب العالمين ،،،،،

ختم شد

THE END

مطبوعات مرکز

١۔ ابرو کی حفاظت ترجمہ حراسة الفضيلة للعلامه الدكتور/ بكر بن عبدالله أبو زيد سلمہ اللہ

٢۔ آپ کے بچے کا نام کیا ہوگا؟: تسمية المولود // // // //

٣۔ نماز جنازہ کے مختصر احکام: د/ صالح الفوزان

٤۔ حج وعمرہ وزیارت بزبان تلگو ترجمہ "التحقيق والايضاح"

(لسماحة الشيخ عبدالعزيز ابن باز رحمه الله)

٥۔ روئے زمین پر... شرک اور اس کے اقسام: لشیخ الاسلام الامام ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ

مرکز کی علمی ودینی خدمات

مذہب وملت، جماعت ومسلک کی تقیید کے بغیر درج ذیل خدمات کا انشاءاللہ عزم ہے:

۱ قرآن اور حدیث پر مشتمل اسلامی کتابوں کا مختلف زبانوں میں تصنیف وترجمہ۔

۲ مسائل کی تحقیق، حق کی تلاش، بحث وتفتیش۔

۳ تدریس کتاب اللہ تعالیٰ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے متعلقات بالخصوص علم المصطلح والاسناد

۴ خالص اسلامی تعلیمات کو عام کرنا' اور دینی کتابوں کی نشر واشاعت' دینی مشورے اور فتاویٰ اسلامیہ کی خدمات فراہم کرنا۔

۵ علم مصطلح' ودراستہ أسانید' تخریج أحادیث' قواعد جرح وتعدیل میں مختصر ومطول مدتی دورے، فارغین وطلباء کو تحقیق وتالیف، ترجمہ وتفتیش کی مشق وتربیت وغیرہ خدمات سے نوازنا۔

۶ مختلف موضوعات پر سمینار (ندوات، محاضرات) رفاہ عامہ، خدمات انسانیہ پر مشتمل پروگراموں کا قیام۔

۷ حفظ وفہم کتاب وسنت ودیگر اسلامی علوم وثقافت پر مبنی مقابلوں کا انعقاد۔

۸ ان کے علاوہ نفع بخش علمی سرگرمیوں اور سماجی خدمات میں شرکت وپیش رفت، مرکز کے عزائم ان شاءاللہ صادقہ ہیں، اللہ رب العزت توفیق حسن سے نوازے، آمین۔

پلاٹ ۵۸، ۶۵' شاہ آباد روڈ' رالہ گوڈا، شمس آباد

فون 9849313744

E-mail: ibnehajar@yahoo.com